۷۸۶

۲۹۷۶۱۴

قابلِ توجہ اہلِ اسلام

Checked 1987

CHECKED

نمبر ۲

متفقہ فتویٰ جمعیۃ العلماء ہند پر ایک نظرِ غور

مرتبہ

خاکسار حاجی عبدالرحیم عفی عنہ

سکریٹری انجمن مویدالاسلام

فریزر ٹون معسکر بنگلور

مطبوعہ مسلم پریس بنگلور کنٹونمنٹ

۱۳۳۹ھ

۲۶۷۶۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد - معزز ناظرین - ہم ایک رسالہ اس سے قبل "قابل توجہ اہل اسلام" شایع کر چکے ہیں - جس میں بنگلور کی خلافت کمیٹی کی خلاف شرع کارروائیوں کا مجملاً ذکر کیا تہا - ہمارا اصلی مدعا اُس کی اشاعت سے یہی تہا کہ ممبران کمیٹی اپنے موجودہ رویہ کو بدل دیکر ہمیں کوئی شکایت کا موقع نہ دیں گے - ہمیں اون سے یا اوس کارروائی سے جو وہ خلافت کے لئے کر رہے ہیں کوئی شکایت نہیں ہے - اگر ہے تو یہی کہ خلافت کے نام سے خود کو مدعیانِ خلافت اور دوسرون کو جو اون کی خلاف شرع کارروائیوں سے الگ یا دور رہنا چاہتے ہیں مخالفین خلافت مشہور کرکے باہر کے لوگوں کو دہوکا دے رہے ہیں - اور یہ شورش کل ہندوستان میں بقول مسٹر گاندہی جس کی جڑ خلافت ہے ایک آندہی کی طرح پہیل گئی ہے - جس کا نتیجہ آیندہ چل کر ہندوستانیون کے لئے یقیناً بہت بُرا ہوگا -

خلافت کا پہلو لئے ہوئے شریعت میں دخل دے کر جو بیجا زیادتیاں ہو رہی ہیں - جن سے عوام الناس مغالطہ میں پڑے ہوئے ہیں اُن کو جہاں تک ہو سکتا ہے دور کرنا ہر خیر خواہ ہند کا فرض ہے - اس لئے ہم نے اس انجمن مویدالاسلام کو ۱۳ ماہ فروری ۱۹۲۱ء کو قایم کیا -

فروری اور مارچ میں جسقدر پرچے شہر بنگلور میں شایع ہوئے ہیں وہ ضرور

آپ کے ملاحظہ سے بھی گذرے ہون گے - ہم اس کا فیصلہ ناظرین ہی پر چھوڑ
تے ہین - کہ کون حق بجانب ہے اور کون شریعت اسلام کی خلاف ورزی
کر رہے ہین!

بنگلور سے باہر والون کو یہان کی حالت کیا معلوم ہے! اونہین تو صرف
اسقدر لکھنا ہی کافی ہے کہ یہان ایک انجمن بنام موید الاسلام ہماری مخالفت
مین قایم کی گئی ہے - جو خلافت کی مخالفت کر رہی ہے - بس باہر والون کو تو اصلی
واقعات کی کوئی خبر نہین - جو اون کے دل مین آتا ہے ہماری نسبت لکھدیا کرتے
ہین - جب وہ ہم کو اور ہمارے اصلی مدعا کو جانتے نہین ہین تو ایسی صورت مین
وہ ہمین کچھہ ہی لکھین - ہم کو برا نہین ماننا چاہئے بلکہ ہمارے اصلی اغراض کو
اون تک پہونچانے کی کوشش کرنا چاہیئے -

جیسا ہم علانیہ بنگلور خلافت کمیٹی کی بعض بیجا کارروائیون پر نکتہ چینی کرتے
ہین اوسیطرح کمیٹی مذکور بھی ہماری کوئی کارروائی خلاف شرع یا عوام کو مغالطہ
مین ڈالنے والی ہو تو ہمین اوس سے اطلاع کردے - ہم بخوشی اپنے رویہ کو بدل
دین گے - مگر وہ ایسا نہین کرتے ہین - باہر سے فتوے منگا کر اور ہمارے خلاف
مضامین چھپوا کر شایع کر رہے ہین - جنکا ہم کو بھی بحیثیت انسان ہونے کے جواب
دینا لازم ہے -

چنانچہ کچھہ دنون آگے ایک متفقہ فتوے جسکو جمعیتہ العلماء ہند کے نام سے
منسوب کیا جاتا ہے یہان پر دوبارا چھپوا کر تقسیم کیا گیا ہے - اور مولانا محمود الحسن
صاحب مرحوم مغفرلہ کا فتوے اور مولوی ابوالکلام آزاد صاحب کو جو بہت بڑے
حامی ترک موالات ہین - کانگریس و مسلم لیگ کے رزولیوشن وغیرہ بھی تقسیم
کئے گئے ہین - جن پر مدعیان ترک موالات کا دار و مدار ہے - جن مین ۸ یا ۹

آیات قرآنی کو اولٹ پہیر کر ترجمہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔
ان کے جواب مین مخالفین ترک معاملات نے بہی بہت سے فتوے اور رسالے وغیرہ شایع کیا ہے۔ جن مین حکیم الامتہ مولانا اشرف علی صاحب محدث تہانوی کا فتوئے ترک موالات قابل دید ہے۔ اور جناب مولوی قاضی سراج الدین احمد صاحب بارسٹرایٹ لا کی کتاب حقیقت خلافت کے اکثر تحقیقات لاجواب ہین۔ اور جناب مولانا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا رسالہ ترک موالات و احکام اسلام تو ایسا ہے کہ اگر اوس کو ایک دفعہ انصاف اور غور بینی سے پڑہ لیا جاوے تو مدعیان ترک موالات کو چون وچرا کی گنجایش نہین ہوگی۔ یون چاہے اپنی ہٹ پر قایم رہکر مولوی صاحب کو کچہہ ہی کہدین۔

یہ بہی بہت بے انصافی ہے کہ جو اس وقت امن قایم کرنے کے لئے صحیح راستہ تبلاتا ہو یا تبلانے کی کوشش کرنا چاہے اوس کو فوراً جی حضورون مین داخل کرکے یہان قومی مجرم کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یا اوس کے مذہب پر طعنہ زنی کی جاتی ہے یا ذاتیات پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔

یاد رکہنا چاہیئے کہ جو امور خلاف شرع ہون اون کا کرنا یا نہ کرنا لوگون کی مرضی اور نفع و نقصان پر منحصر ہوتا ہے۔ مگر شرعی احکام کی موجودگی مین نفع اور نقصان کا عذر جہالت اور کمی ایمان کی علامت ہے۔ جو کام خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہو تو اوس پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے۔ اگر اون کے خلاف ہین ہو تو اپنے اور اپنی قوم کے فواید کو ملحوظ رکہنا افضل ہے۔

ترک موالات کو کبہی دینی مسئلہ خلافت کی تحت مین قرار دیا جاتا ہے۔ اور جب اوس مین مشکل پڑہتی ہے اور شرعاً ثابت نہین کر سکتے تو اوس کو سوراجیہ کی تحت مین سیاسی اور ملکی قرار دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس موجودہ

مسئلہ کا حل کرنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ نہ مدعیان ترک موالات ہی اس کو شرعًا ثابت کر سکتے ہین نہ مخالفین ترک معاملات ہی کی نیک نصایح کو وہ قبول کرتے ہین۔ عوام اس الجھن مین پڑے ہوے ہین کہ ترک موالات ایک شرعی فرض ہے اور اس کی مشروعیت کے ہی خیال سے ان مین دن بدن جوش پھیلتا جا رہا ہے۔ حالانکہ روزانہ جو فرایض بحیثیت مسلمان ہم پر مقرر کئے گئے ہین جیسے نماز۔ روزہ وغیرہ ان کو کوئی نہین پوچھتا۔

اس لئے ہم عوام کے سمجھانے کے لئے یہان پر موالات کے معنے سمجھا دیتے ہین۔

موالات کہتے ہین محبت کو جو قلبی ہو۔ جیسے والدین کو اپنی اولاد پر یا خاوند کو اپنی بیوی۔ یا بیوی کو اپنے شوہر پر ہوتی ہے۔

اور موالات بالکفار کا یہ معنے ہے کہ محبت و مناصرۃ فی الدین ہو۔ یعنے اون کے ساتھ اون کے دین سے محبت رکھنا یا مدد کرنا۔ نہ کہ معاملات دنیوی مین۔ ایسی صورت مین اس کو معاملات کہا جائیگا۔ چنانچہ جو اس وقت ترک موالات کو ترک معاملات کہنا درست ہے۔ اس لئے کہ کسی مسلمان سے ترک موالات بالکفار کا سوال ہی عبث ہے۔ جو مومن اور متقی ہین اور جن کو قرآن و حدیث پر ایمان ہے خواہ وہ کونسلون کے ممبر رہین یا وکیل و مختار یا بارسٹر آنریری مجسٹریٹ ہون یا میونسپل کمشنر۔ ملازمان پولیس ہون یا فوجی نوکر۔ خان صاحب ہون یا خان بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ ہون یا سر۔ یہ ہمیشہ سے ہی ترک موالات بالکفار خواہ وہ نصارےٰ ہو۔ یا یہودی۔ یا گبر۔ ہنود ہو یا مشرک تھے۔ اور انشاء اللہ رہین گے۔ البتہ یہ سوال اون ملاؤن اور نیم مولاناؤن اور اون قوم فروشون سے ہونا چاہیئے جنہون نے پیسون کی لالچ مین اپنا دین و ایمان مشرکون کی پیچھے کھو رہے ہین۔ یا احکام خدا و احادیث رسول اللہ صلعم کو بے موقع استعمال کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔ جنکا

ذکر قرآن پاک میں بھی اس آیت کی تحت میں آچکا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ یعنے میری آیتوں کو تہوڑے مول کے پیچھے مت بیچو۔

صاحبو ذرا انصاف سے دیکھو اور سنو۔ جو کچھہ اس میں لکھا گیا ہے وہ درست ہے یا غلط۔ صرف یہ کہہ دینا یا کسی کی رائے کو بلا دلیل اپنے مطلب کے موافق ہو تو فوراً شایع کرکے عوام میں غلط فہمی پہیلانا شیوۂ اسلام و انصاف نہیں ہے۔ یا کسی کے رسالہ و پرچہ کی نسبت خلاف شرع۔ خلاف حق۔ خلاف انصاف۔ اور خلاف انسانیت محض جہوٹ وغیرہ کہہ دینا بہت ہی آسان ہے۔ مگر دلایل سے اسکا رد ثابت کرنا ذرا مشکل ہے۔

شاید بعض لوگ ہماری نسبت یہ کہدیں کہ ہم میں قومی جوش اور غیرت نہیں ہے جس طرح کہ مدعیان ترک موالات وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ مگر اون کو یاد رکہنا چاہیئے کہ قومی جوش اور غیرت اس کو نہیں کہا جاتا کہ انسان بے موقع طیش میں آجایا کرے اور غصہ کی حالت میں خود اپنی قوم کے اخلاق پر دہبہ لگا دے۔ اور شریعت کو بدنام کرے۔ بلکہ قومی غیرت اس کا نام ہے کہ انسان اپنی جوش کو اپنے قابو میں رکہے۔ اور اپنی قوم کے نام کو خلاف مذہب۔ خلاف اخلاق۔ خلاف شریعت اور خلاف تمدن کے الزام سے مبرا رکہے۔

افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں اس قدر گنجایش نہیں کہ ہم ان تمام آیات پر تفصیلی بحث کریں اور ہر آیت کا شان نزول اور موقع کو ظاہر کریں۔ جس کو زیادہ تجسس و تحقیق کی غرض ہو تو وہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۲۰ اور جلد ششم صفحات ۲۲۷ و ۲۲۷ جس کو امام فخر الدین رازی رح نے لکہا ہے۔ و تفسیر حقانی جس کا حوالہ ہم آیندہ چلکر دیں گے۔ دیکہہ لیں۔ ہم اس رسالہ میں مندرجۂ ذیل مسائل ہی پر بحث کریں گے۔

(۱) موالات کا مفہوم کیا ہے اور اوسکی ضرورت معہ دلایل۔

(۲) متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند پہ ایک نظر غور۔

(۳) گورنمنٹ ہند کی ملازمتیں وغیرہ حرام نہیں ہیں۔ اور گورنمنٹ سے قطع تعلق جایز نہیں۔

(۴) ولایتی مال کا استعمال اور اوس کی ضرورت۔

(۵) مشرک یا غیر مسلم ہمارا رہنما یا پیشوا ہرگز نہیں بن سکتا۔

(۶) مسئلہ تعلیم پہ ایک سرسری نظر۔

ہم ان ۶ سرخیوں میں ہی موجودہ شورش پہ جس قدر موافق اور مخالف رائیں قرآن کریم اور احادیث رسول اللہؐ میں آچکی ہیں پیش کرکے ناظرین ہی سے فیصلہ کے خواستگار ہیں۔ کہ کون حق پہ ہیں۔ آیا (۱) مدعیان ترک موالات (۲) مخالفین قطع تعلقات۔

ہم یہاں پہ کچھ لکھنے سے قبل اگر یہ کہیں کہ مولانا محمود الحسن صاحب غفرلہ یا متفقہ جمعیتہ العلماء ہند کے ترجموں میں کسی قدر زیادتی سے کام لیا گیا ہے۔ تو ہمارے لئے چھوٹا منہہ اور بڑی بات کی مثال صادق ہوگی۔ چونکہ ہم نہ مولوی ہیں نہ مولانا۔ ایک معمولی آدمی ہیں۔ اول تو یہ کام علماء کا ہے جن کو مذہب میں ورثتہ الانبیاء کا خطاب ملا ہے۔ مگر وہ آجکل اپنے کو بہت بچاتے ہیں اور سچی بات کا ظاہر کرنا ہی مناسب نہیں سمجھتے !!

(۱) موالات کا مفہوم کہ کن کفار سے موالات درست نہیں

اس میں کوئی شبہہ نہیں ان آیات میں جنکو ہم یہاں پیش کرینگے اور جن کو متفقہ جمعیتہ العلماء ہند نے پیش کیا ہے۔ سب کا اصلی مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار سے موالات منع فرمایا ہے۔ یا اون کی مدد کرنی۔ یا اون سے مدد لینی جایز نہیں

رکھی۔ دنیوی یا کاروباری تعلقات مین ممانعت نہین کی گئی ہے۔ مگر ساتہ ہی اس مین بہی کوئی شک نہین کہ ہر ایک کافر کی نسبت یہ حکم نہین ہے۔ کہ اس سے دوستی نہ کی جائے۔ یا اوس کے ساتہ معاملات نہ رکہے جائین۔

چونکہ ہمارے علماؤن نے ترک موالات کو خاص مذہبی حیثیت سے مسلمانون کے سامنے پیش کیا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب مرحوم دیوبندی نے اپنے فتوے مین اور مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنے لکچر مین۔ اور جمعیتہ العلماء ہند نے اپنے متفقہ فتوے مین موالات ہنود و مشرکین کو جایز بنایا ہے۔ قطع نظر اِن کے آج تک جس قدر رسالے۔ فتوے۔ لکچرز وغیرہ مدعیانِ ترک موالات کی جانب سے شایع ہو چکے ہین۔ اون سب مین اتحاد و معاملات ہنود و مشرکین کو جایز قرار دیا ہے۔

اگر ترک موالات (یا معاملات) کی بحث اسی پر محدود رہتی کہ "شریعت نے ترک معاملات یا تعلقات کو منع نہین کیا" تو چندان فکر کی بات نہ تہی۔ چونکہ جس کام سے شریعت نہ روکتی ہو نہ اوس کا حکم دیتی ہو تو ہر شخص کا اختیار رہوتا ہے کہ چاہے اوسے کرے یا نہ کرے۔ مگر اس وقت تک جس قدر فتوے وغیرہ مدعیان ترکِ موالات کی جانب سے شایع ہو چکے ہین اون تمام مین یہی بنایا گیا ہے کہ شریعت اسلام کے مطابق گورنمنٹ ہند و انگریزون سے موالات رکہنی حرام ہے۔ اور جو اِن سے تعلق رکھتا ہے وہ ظالم یا قومی مجرم ہے۔

اس سے اون لوگون مین جو علم حدیث و قرآن سے بے خبر ہین۔ ایک ایسی تحریک پیدا ہو گئی ہے کہ جس سے ہر شخص کا خیال یہی ہو رہا ہے کہ اگر ہم اپنے لیڈرون اور علماؤن کا کہنا نہین مانتے ہین تو اسلام سے خارج ہو جاتے ہین۔ مگر وہ یہ کہان سمجھتے ہین کہ جب ہنود و مشرکین سے تمدنی اتحاد اور ربط کو شرعًا جایز بنایا ہے۔

بلکہ اس کو در حقیقت خدا اور رسولؐ کے احکام کی پیروی لکھتے ہیں! حالانکہ ہنود و مشرکین قرآن کریم کی رو سے کفار میں شامل ہیں۔ یہود و نصاریٰ تو اہل کتاب ہیں۔ جن کا قرآن مجید میں نام لیکر ذکر آیا ہے۔ برخلاف ان کے مشرکوں کو نجس اور پلید کہا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ تو بجز ہمارے پیغمبر خداؐ کے کل انبیاء کرام علیہم السلام کو پیغمبر مانتے ہیں۔ اور ہنود و مشرک کل انبیاء کرام کی نبوت کے منکر ہیں۔ اس حالت میں جب ہنود و مشرکین سے اتحاد و ربط و معاملات جایز ہو تو نصاریٰ سے بدرجہ اولیٰ ہو سکتی ہے!۔

(۲) متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند پر ایک نظر غور

اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ ممتحنہ) ترجمہ فتوے۔ "جن کافروں نے دین کے معاملہ میں تم سے قتال کیا تم کو اپنے ممالک سے بے دخل کر دیا۔ اور تمہارے اخراج و بے دخل کرنے میں مدد دی۔ ان سے دوستی اور باہمی امداد کرنے سے خدا تم کو روکتا ہے۔ اور جو لوگ ایسے کفار سے موالات رکھیں وہ سب ظالم ہیں!"

تفسیر حقانی اور دیگر معتبر تفاسیر میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح سے کیا ہے ترجمہ "اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے تم کو منع کرتا ہے۔ جو تم سے دین کے بارے میں لڑے ہوں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو۔ اور جو شخص ایسوں سے دوستی کریگا وہ ظالموں سے ہے" متفقہ فتوے کا ترجمہ اور اس ترجمہ میں بظاہر بہت تھوڑا ہی

فرق معلوم ہوتا ہے۔ مگر دور بین اور معاملہ فہم اصحاب سمجھتے ہیں کہ ترجمہ میں بھی اپنے مطلب کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ آیا یہ ترجمہ مفتیان فتوے کا ہے یا خلافت کمیٹی بنگلور کا جنہوں نے یہاں فتوے کو دوبارہ اشاعت کرکے تقسیم کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صاف طور سے فرما چکا ہے کہ "صرف اونہی لوگوں سے ترک موالات کی جا سکتی ہے جو مسلمانوں سے دین کے بارے میں لڑے ہوں یا مسلمانوں کو اون کے گھروں سے نکال دیا ہو۔ یا دوسروں کو اون کے اخراج میں مدد دی ہو۔ خود قرآن کریم نے اس معاملہ کو کھلم کھلا بیان کر دیا ہے تو اُس میں ہم کو قیاس کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ اخراج سے مراد وہ اخراج ہے کہ کسی نے اپنا دین چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہو۔ قولہ تعالیٰ
ِنِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ ترجمہ۔ جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ مشرکین مکہ صحابۂ کرام کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے تو صحابہ مجبور ہو کر حضور انور رسولؐ خدا سے اون کی شکایت کرتے تھے تو آپ جواب میں یہ فرماتے تھے کہ صبر کرو۔ ابھی مجھکو جہاد کا حکم خدا کی جانب سے نہیں آیا ہے۔ جب مکہ سے ہجرت کا حکم ہو چکا تو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اِنَّا لِلّٰهِ پڑھی۔ اور فرمایا کہ قریش نے نبی وقت کو مکہ سے نکال دیا ہے۔ اب اون پر ضرور کوئی وبال آئے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمایا۔ یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں لڑائی کی اجازت مسلمانوں کو ملی ہے۔ (ابن کثیر) اس آیۃ سے بھی

صاف ظاہر ہے اور سورۂ ممتحنہ کی آیت مین وَاَخْرِجُوْکُمْ کی
آیت سے بھی یہی مراد ہے کہ مذہبی طور پہ اوسی قوم سے ترک موالات فرض
ہوتی ہے جنہون نے کسی مسلمان کو صرف اوس کے مسلمان ہونے کی وجہ
سے ملک بدر کیا ہو۔

یہان پہ غور طلب امر یہ ہے کہ جب فتوے مین ہنود و مشرکین کے ساتھ
تمدنی اتحاد جایز بتایا گیا ہے تو یہ فقط سوراجیہ کی تائید اور مشرکین کی
پیروی کو نبھانا ہے۔ آیۃ کریمہ سے تو یہ نہین پایا جاتا کہ ہنود و مشرکین سے
اتحاد جایز اور یہود و نصارے سے حرام!

ہم اوپر بتا چکے ہین صرف اون لوگون سے ترک موالات واجب ہے کہ
جنہون نے تم سے صرف اس لئے لڑائی کی ہو کہ کیون تم اپنا قدیم مذہب چھوڑ
کر مسلمان ہوگئے اور اسلام لائے۔ یا تم کو اسلام لانے کی وجہ سے تمہارے
گھرون سے نکالا ہو۔ یا اس فعل مین دوسرون کے مددگار ہوے ہون!
چونکہ یہ تینون باتین انگریزون مین نہین پائی جاتین۔ اس لئے ان سے
قطع تعلقات شرعًا واجب نہین۔

تفسیر حقانی جلد ہفتم صفحہ ۸۰ پارہ۔ ۲۸ سورۂ ممتحنہ مین خداوند کریم
مسلمانون سے خطاب فرماتا ہے کہ تم کو بھی ابراہیمؑ کی پیروی کرنی چاہیئے۔
مشرکین تمہارا کیا کر سکتے ہین۔ کس لئے اون سے محبت رکھتے ہو۔ برادری اور
دوستی خدا کے دشمنون سے کیسی! مسلمان کے سچے ایمان اور خدا تعالیٰ کی
پوری محبت کا یہ مقتضٰے ہے کہ اوس کے دشمنون اور بددینون و ملحدون
پر قولًا و فعلًا تمسخر کرنے والون سے قطع کر دے۔ اون سے محبت اور یگانگت
اور دلی اخلاص ایک دل مین جمع نہین ہو سکتا! کیا یہ آیۃ کا ترجمہ اور اس کے

نیچے کی دو آیتین جن کو ہم اوپر بیان کر آئے ہین مشرکین یا کفار مکہ کے بارے مین نازل ہوی تہین یا خاص موجودہ گورنمنٹ ہند و انگلستان کے انگریزون کے واسطے ! اور ہم تمہاری بات کو مان ہی لین کہ یہ آیات کل کفارون کے لئے آئی ہین تو پہر ہنود و مشرکین ان آیتون سے مستثنےٰ ہو سکتے ہین ؟

کیا ترکون سے یہ مذہبی جنگ تہی

اب حامیان ترک موالات یہ ثابت کر رہے ہین کہ یہ گذشتہ جنگ ترکون سے مذہبی تہی - اور اپنی تائید مین جس طرح سے کہ آیات قرآنی کو پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کر چکے ہین - اسی طرح - مظالم سمرنا - وتہریس - آرمینیا وغیرہ وغیرہ پیش کرتے ہین - چند سال کے آگے اس سے سخت مظالم روس و کریٹ والبانیہ مین پیش آچکے ہین - اوس وقت کسی کو ترک موالات کا خیال نہوا ان مظالم سے تو بقول اخبارات کسی کو بہی انکار نہین - مگر اصل جنگ جرمنی سے تہی جو مذہباً عیسائی ہے -

کیا آپ کو معلوم نہین کہ ابتدء اس جنگ کی ۴ آگسٹ ۱۴ء کو سب سے اول روس و جرمنی مین ہوئی ؟ اوس وقت انگریزون اور فرانسیسیون نے روسیون کا ساتہ دیا - اور آسٹریہ جرمنی کا طرفدار تہا - کامل تین ماہ تک یہ جنگ درمیان عیسائیون ہی کے رہی - نومبر ۱۴ء مین ترکون نے جرمنی کا ساتہ دیا - اگر یہہ مذہبی جنگ ہوتی تو ایک بڑی اسلامی سلطنت جس کا سلطان خلیفۃ المسلین ہے - جس کا شیخ الاسلام سلطان کو معزول کرنے کی طاقت از روئے شریعت رکہتا ہے - وہ ہرگز عیسائیون کا ساتہہ نہ دیتا - اس سے ہی ثابت ہے کہ یہہ مذہبی جنگ نہ تہی - بلکہ خالص دنیاوی تہی - کیا اوس وقت مسلمانان ہند نے بذریعہ تار

سلطان المعظم کو شرکت جنگ سے منع نہ کیا تھا! اور کیا جواب سلطان المعظم کی گورنمنٹ سے ملا ہے کیا آپ اس کو بھول گئے!

کیا انگریزون نے ہندوستان۔ یا اعراق عرب وعجم۔ یا ارض مقدس و شام یا حجاز و یمن یا مصر و قسطنطنیہ کے مسلمانون کو مجبور کیا ہے کہ یا تم مذہب اسلام کو ترک کرکے عیسائی ہو جاؤ ورنہ اپنے گھرون سے نکل جاؤ! ایسا تو سُننے مین نہین آیا۔ بلکہ برعکس اس کے ہم خود ممالک یورپ و امریکہ مین جاکر تبلیغ اسلام کرتے ہین۔ اور سینکڑون عیسائی بہ طیب خاطر زمرۂ اسلام مین داخل ہوتے ہین! مگر انگریز ہم کو کبھی ایسا کرنے سے نہین روکتے۔ بلکہ شہر لنڈن اور پیاریس مین جو دو بڑی زبردست عیسائی سلطنتون کا پایۂ تخت ہے مسجدین تیار ہوگئین۔ حال ہی مین اخبارون سے معلوم ہوا کہ شہر پیاریس مین لکوکھا فرانکس کے خرچ سے ایک عالیشان مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔

ان کے مقابلہ مین اگر ممالکت چین جس کی آبادی تقریباً ۵۵ کروڑ مشرکون کی بتائی جاتی ہے۔ جس مین ۵ یا ۶ کروڑ مسلمان ہی آباد ہین۔ اور ملک روس مین جس کے ماتحت بہت سی اسلامی ریاستین موجود ہین۔ اسلام کی آزادی کا کیا حال ہے؟ حتی کہ اذان تک پکار کر دینا منع ہے۔ برخلاف انکے ہندوستان مین اکثر مساجد کے روبرو انگریزی راج مین کوئی مشرک باجہ تک بجاتا ہوا نہین گذر سکتا ہے۔

دُور کیون جاتے ہو۔ ہندوستان کی دو ایک ہندو ریاستون ہی کو دیکھ لو جیسے اودھپور۔ کاشمیر و جمون وغیرہ وہان کا کیا حال ہے؟

چنانچہ قرآن پاک نے اہل کتاب کو مشرکین و ہنود پر فضیلت دی ہے۔ اور

اون کی لڑکیاں لینی اور اون کا کھانا جایز رکھا ہے۔ اور مشرکون کا نہین۔ مشرکون کو نجس فرمایا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ جنگ مذہبی نہ تہی۔ اگر مذہبی ہوتی تو نہ ترک۔ جرمن و آسٹریہ کا ساتہ دیتے نہ مسلمانان ہند و حجاز۔ شام وارض مقدس و مصر انگریزون کا۔ نہ مسلمانان افریقہ فرانس کا۔ نہ مسلمانانِ روس روسیون کا اس سے صاف روشن ہے کہ یہ جنگ مذہبی نہ تہی۔

کیون دوران جنگ مین کسی نے یہ مسئلہ ترک موالات کا نہ چہیڑا۔ خود مسٹر گاندہی نے ہزارون والنٹیرس کو میدانِ جنگ مین جانے کی ترغیب دی اور مسٹر تلک نے بہی بہت کچہ زور دیا تہا۔ اوس وقت خوشی کے ساتہ اسلامی ریاستون نے حتی الامکان فوجی اور مالی تائید دی۔ اور مسلمانانِ ہند نے لاکہون روپیہ بطور امداد انگریزون کو قرضہ دیا۔ جس کا سود اب تک لے رہے ہین۔ عارضی صلح کے وقت ہندوستان کے کُل باشندون نے خوشی مین شریک ہوئے تہے۔

گذشتہ سال ہی کا واقعہ ہے کہ جس وقت وائسرائے بہادر بنگلور مین تشریف فرما ہوے تہے تو مسلمانون نے خوشی سے اون کی استقبال مین حصہ لیا تہا۔ دعوتین طلب کی تہین کہ ہم کو بلایا جاوے۔ اوس وقت یہ سب مفتیانِ فتوے کیون خاموش رہے!

جس جنگ کا انگریزون پر الزام لگایا جاتا ہے۔ اوس مین لڑنے والے کون تہے۔ کیا ہندو اسکہہ!! اور مسلمان نہ تہے! جنہون نے جاکر ترکون کو مارا اور اون کو شکست دی۔ اگر یہ جنگ فی الواقعی مذہبی ہوتی تو مسلمانانِ ہند ترکون سے کیون لڑنے گئے! ہندوستان کے ہزارون مولوی جو اس وقت اپنے کو جمعیۃ العلماء ہند مین ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ اوس وقت کہان گئے ہوے تہے!

اہل ہند نے خود اپنے ہاتون سے اماکن مقدسہ کو فتح کیا۔ ترکون کو شکست دی۔ حرمین شریفین کی پاک زمین کو روندا۔

اس پانچ سال کے عرصہ مین کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ انگریز مسلمانون سے مذہبی جنگ لڑ رہے ہین۔ بمصداق۔ بعد گرنے کے گہونسہ یاد آیا! اس وقت ترکون کی حمایت کرنا اور اس جنگ کو مذہبی جنگ قرار دینا کہین مسلمانون کو اس آیت کی تحت مین تو نہین لے آتا! ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج ترجمہ۔ پہر تم یہ ہو کہ قتل و قتال بہی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بہی کراتے ہو۔ اس طور پر کہ اون اپنون کے مقابلہ مین اون کی مخالف قومون کی امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتہہ اور اون لوگون مین سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہونچ جاتا ہے تو ایسون کو کچہہ خرچ کرا کر رہا کرا دیتے ہو۔ حالانکہ یہ بات بہی تم کو معلوم ہے کہ اون کا ترک وطن کرا دینا بہی تمہارے لئے ممنوع ہے۔ کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان رکہتے ہو اور بعض پر نہین رکہتے۔ یعنے اپنی قوم مین سے کوئی غیر کے ہاتہ پہنستا ہے تو چہڑانے کو موجود ہو اور خود اس کے ستانے مین کوئی کمی نہین کرتے۔ اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونون جگہہ چلو۔

ہم کافی طور پر ثابت کر چکے ہین کہ وہ آیت کہ جس سے ترک موالات کے مفتیون نے ہنود سے دوستانہ تعلقات رکہنے کی جواز مین پیش کیا ہے۔ اوسی آیت سے انگریزون سے بہی معاملات رکہنا ثابت ہوتا ہے۔ پس مفتی صاحبون نے فتوے دینے مین اختصار سے کام لیا۔ جو غبی اور نافہم لوگ ہین اس کے مطلب ہی کو نہ

کیجیے۔ اور قرآن کریم کے صریح الفاظ کی موجودگی میں اصول اسلام کے خلاف فتوے دیدیا ہے۔ پس ایسے فتوے پر عمل کرنا صریحًا خلاف مصلحت اور احکام خداوندی کی مخالفت کرنی ہے!

پھر اپنی تائید میں سورۃ مائدہ کی ایک اور آیت کو پیش کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ ترجمہ۔ اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے اون کے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقینًا اللہ تعالےٰ سمجھ نہیں دیتا جو اپنا نقصان کر رہے ہیں" اس ترجمہ کے نیچے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے فتوے سے اپنے مطلب کے موافق نقل بھی کردی گئی ہے۔ اِن سے ثابت کر دکھایا ہے کہ "حکومت کے ساتھ ترک موالات مسلمانوں پر واجب ہے" جس کی تفصیل بھی فتوے میں دے دیگئی ہے۔ کونسل کی ممبری ترک کرنے کے لئے یوں لکھتے ہیں کہ "کونسل میں قوم انگریزی بھی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعًا حرام ہے۔ جس کی سند میں پوری آیت کے اس ٹکڑے کو پیش کرتے ہیں۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؕ ترجمہ۔ "پس یاد آنے کے بعد ظالمون کے ساتھ ملکر نہ بیٹھو"

ایمان سے کہنا کہ اس ٹکڑے میں کہیں انگریزوں کا ذکر ہے۔ جن کو مفتیوں نے ظالم اور دشمن دین لکھا ہے۔ یا انگریزوں پر ایک صریح بہتان ہے!

نیچے لکھتے ہیں کہ "وفاداری و اطاعت شعاری و بہی خواہی شرعًا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ جس کاغذ پر ۵۰۰ مولویوں نے دستخط کیا ہو۔ اوس میں ایسی باتیں

مسلمانون کو سمجھائی گئی ہون تو وہ لوگ جنکو زیادہ علم نہین ہے بہت حیران ہین کہ ہم کیا کرین۔

ترک کونسل کے وجوہات مین ایک آیت کے آخری ٹکڑے کو جس کا شروع اور درمیانی حصہ چٹ کرکے یون رقمطراز ہین۔ "کونسل مین قوم انگریزی بھی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعًا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ؕ ترجمہ۔ پس یاد آنے کے بعد ظالمون کے ساتھ ملکر بیٹھہ" اسی کے تحت مین حکومت کی وفاداری و اطاعت شعاری۔ و بہی خواہی مسلمانون پر حرام ہے۔ اس لئے وفاداری کی قسم شرعًا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے" یہ ہے جمعیتہ العلماء ہند کا فتوے جس پر مسلمانانِ ہندوستان کا دار و مدار ہے۔

ہم مفتیان فتوے سے یہ دریافت کرتے ہین اس آیت کے ٹکڑے کے ساتھ پوری آیت اگر لکھہ دیتے اور اوس کا شان نزول بھی تحریر فرما دیتے تو ہم کو مغالطہ نہ ہوتا۔ مطلب کی دو باتین ساری آیت سے لیکر قوم انگریزی کو ظالم اور دشمن دین بناکر اون کے ساتھ نشست کو شرعًا حرام جو بتایا ہے ذرا ایمان سے کہنا کہ اس آیت کے اول سے آخر تک انگریزون کا ذکر کس لفظ سے نکالا گیا ہے۔

ناظرین! ہم آپ کو پوری آیت لکھکر اوس کا شان نزول بھی لکھہ دیتے ہین۔ تاکہ آپ پر جمعیتہ العلماء ہند کی چالاکی ظاہر ہو جاوے کہ اونہون نے قرآن کریم کے بتانے مین بھی کہان تک اختصار پر کام کیا ہے۔ سورۃ الانعام رکوع ۸۔ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٥ ترجمہ "اور جب کہ تو ان لوگون کو دیکھے کہ جو ہماری آیتون مین نکتہ چینیاں کرتے ہین تو اون سے کنارہ کر جب تک کہ وہ کسی اور بات مین نہ لگین۔ اور جو تجھے کبھی شیطان فراموش کرا دے تو تو یاد آنے کے بعد ظالمون کے ساتھ نہ بیٹھہ"

کیا ساری آیت مین کہین انگریزون کا ذکر ہے! یا اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ قوم انگریزی ظالم و دشمن دین ہے جن کے ساتھ نشست حرام ہے!

اب اس آیت کی تفسیر سُن لیجیے۔ تفسیر حقانی کی چوتھی جلد کے صفحہ ۸۲ مین یون لکھتے ہین کہ "مشرکین مکہ تکذیب کے سوا قرآن اور ارکان اسلام کے ساتھ تمسخر بھی کیا کرتے تھے۔ ایک احمق نے تمسخر کی کوئی بات کہی۔ دس بیس لڑکون نے اوس کے ساتھ قہقہہ لگایا۔ اس سے مسلمانون کو جو اتفاقاً اون کی ان مجالس مین جا بیٹھتے تھے بڑا رنج ہوتا تھا۔ اور طبیعت مکدر ہوتی تھی۔ اس لئے حکم آیا کہ تم وہان نہ بیٹھو۔ وہان بیٹھ کر اسلام کا اور مضحکہ اڑاتا ہے۔ اور جو بھولے سے بیٹھ جاؤ تو جب یاد آجاوے وہان سے اوٹھہ کھڑے ہوا کرو" یہ ہے پوری آیت کی تفسیر۔

متفقہ فتوے کی مفتیون کو یہ بات خوب معلوم تھی کہ اگر ہم پوری آیت مع تفسیر کے لکھہ دین تو ہمارا مطلب جو بدگمانی پھیلانے کا ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ اس ہی لئے ایک ٹکڑے کو آیت کے پیش کرکے شرعاً حرام ثابت کرکے اسلام کا تمسخر اڑا رہے ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بھول کر ایسی مجلس مین بیٹھہ بھی جاؤ تو یاد آنے پر وہان سے اوٹھہ جاؤ۔ اس مین حرام کا کوئی ذکر نہین ہے۔

اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہین کہ قانونی کونسلون مین یا میونسپل بورڈون مین جو انتظام ملکی پر بحث مباحثہ ہوا کرتا ہے۔ وہان آیات قرآنی و کلام ربانی کا

مضحکہ اڑایا جاتا ہے!

جب سے قانونی کونسلین ہندوستان مین قایم ہوی ہین۔ کوئی نظیر ایسی ہم کو نہین ملی کہ جس مین آیات قرآنی کی انگریزون نے توہین کی ہو۔ اور مسلمان جمہر وہان خاموشی سے بیٹھے سنا کئے ہون۔ اگر ہے تو بتا دین۔ اور اگر جسے ذرہ بھر بھی قرآن پر ایمان ہو اسی آیت بلکہ اسی ٹکڑے کی رو سے مشرکین کی ساتھ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے ہرگز نہین بیٹھ سکتا ہے۔

متفقہ فتوے کے علماؤن نے تو مشرکین و آریہ کے ساتھ مل بیٹھنا کیسا اون کی پیشوائی اور رہنمائی کو تو شرعًا جایز قرار دیا ہے۔ اور انگریزی کونسلون کی نشست کو حرام ثابت کر رہے ہین۔ مشرکین و آریون کے کارنامے جو ہمارے قرآن پاک کے بارے مین آئے دن جو تمسخر و مضحکہ اڑا رہے ہین علماؤن نے بُھلا دیا۔ مگر حکومت کے ساتھ اظہار وفاداری و اطاعت شعاری کو بھی حرام بلکہ کبیرہ گناہ کہہ رہے ہین۔ اور اسلام کی خود توہین کر رہے ہین کہ ہمارا قرآن ایسی تاکید کرتا ہے کہ اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری مت کرو۔

اپنے مطلب کی آیتین ہر کوئی بھی نیچے اور اوپر کی چٹ کر کے قرآن ہی سے ہر بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے! مگر ایسی دلایل بے موقع لانے سے قرآن کریم کا خود مضحکہ اڑانا ہے۔ کس جراءت کے ساتھ مفتیان فتوے نے وفاداری اور اطاعت شعاری کو شرعًا حرام اور گناہ کبیرہ تبایا ہے۔

ان کی نسبت ہم اپنی جانب سے تو کچھ نہین کہہ سکتے ہین۔ مگر ایک جید عالم باعمل۔ فاضل بے بدل۔ مجدد مائتہ حاضرہ۔ مفتی وقت۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری الحنفی مدمجدکم کی رائے

تحریر کر دیتے ہیں۔ جس کو آپ نے اپنے رسالہ " المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ " میں لکھا ہے۔ " احکام شرعیہ میں تغیر کا وقت نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو۔ ہاں خادمان گاندھی کے لئے نہ صرف اینچ کھینچ تان بلکہ کلام الٰہی و احکام الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کر کے فرضیت موالات کفارہ نبھانے کا وقت ہے " بلکہ کمال جسارت سے احکام الٰہیہ کا یا پلٹ کر کے قرآن و حدیث کی عمر بت پرستی پہ قربان کی " قرآن میں فَلَا تَقْعُدْ ہے۔ مفتیوں نے وَ لَا تَقْعُدْ لکھا ہے۔ یہ کیوں! اگر اس حکم کے ساتھ ہی کوئی آیت بھی پیش کرتے تو ہم اوس کی توضیح کر دیتے تھے۔ مذکورۂ بالا آیت کے الفاظ میں تو یہ بات نہیں پائی جاتی جس کی ہم نے تفسیر میں تشریح کر چکے ہیں۔

قانون پیشہ کو اس لئے چھڑوایا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قانون پیشہ اصحاب تو قرآنی آیات کو نہیں جھٹلاتے ہیں۔ جس طرح کہ متفقہ فتوے کے مفتیوں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے دکھایا ہے۔ اول الذکر دنیا کے لئے جھوٹ کا سبق دیتے ہیں تو آخر الذکر دین کے لئے اوسی طرح کا سبق دے رہے ہیں! تو ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

اور اپنی مزید تائید میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے فتوے سے بعض فقرات چن کر عین العلم و احیاء العلوم وغیرہ کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے نمبر ایک کا جواب ختم کرتے ہیں۔

ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے اس مسئلہ کو بھی شاہ صاحب دہلوی کے فتوے ہی سے حل کئے دیتے ہیں۔ جن کو دیکھنا ہو فتاوائے شاہ صاحب رحمہ دہلوی میں دیکھ لیں۔

(۳) گورنمنٹ ہند کی ملازمتیں وغیرہ کیا حرام ہیں!

سوال - ترک موالات مع الکفار کا کیا حکم ہے -

جواب - بہ لحاظ دین دوستی کرنا اون کے ساتھ حرام بلکہ کفر ہے - اما طبعی دوستی جس مین انسان کو مجبوری ہے جایز ہے - (دیکھو فتاوائے عزیزیہ جلد اول - و فتاوائے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی جلد دوم)

سوال - کفار اگر آپس مین جنگ و قتال شروع کرے اور اہل اسلام ایک طرف کی تائید کرے (جیسا کہ گذشتہ جنگ مین ترکون نے جرمنی کی اور مسلمانان عالم نے گورنمنٹ برطانیہ و فرانس و روس وغیرہ کی کی تہی) یا اون کی نوکری کرے تو کیا حکم ہے -

جواب - مباح ہے - اور موت ان کی ایسی ہی ہوگی جیسے عوام کی موت جو اپنے بستر پر مرتا ہے -

گورنمنٹ سے کوئی خطاب یا عزت ملی ہو تو اوس کا رکہنا اس آیت سے حرام بتلاتے ہین - (سورۂ نساء ۱۹ رکوع) اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ ترجمہ فتوے - یعنے کیا لوگ کفار کے نزدیک عزت چاہتے ہین - حالانکہ کل عزت اللہ تعالے کے اختیار مین ہے - (د) خطاب یافتہ خواہ کتنا ہی روزہ نماز کا پابند ہو شدت علی المعاندین اس مین باقی نہین رہتی جو ایک دینی فرض ہے جیسا کہ گذرا -

اصل آیت و ترجمہ معہ تفسیر - از تفسیر حقانی سورۂ نساء صفحہ ۲۲۶ ملاحظہ ہو - بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ ترجمہ - خوشخبری سنا منافقون کو کہ اون کے لئے عذاب الیم ہے - اون کو کہ جو ایمان دارون کو چہوڑ کر

کافرون کو یار بناتے ہین۔ کیا اون کے پاس عزت ڈہونڈہتے ہین۔ یہ عزت توسب اللہ ہی کے پاس ہے۔

صاحبو! انصاف سے کہنا۔ مفتیانِ فتوے نے خطاب مین کوئی تخصیص تو نہین بتائی ہے۔ اس سے یہ سمجھہ لو کہ خان صاحب سے لے کر لارڈ تک جتنے خطاب ہین سب اسی مین آگئے۔ ہندوستان مین سینکڑون شمس العلماء بہی ہونگے۔ کیا اون سب کے روزہ۔ نماز وغیرہ بہ سبب نہ کرنے ترک خطاب کے قبول نہین ہوتے؟

مذکورۂ بالا آیت مین منافقین کی طرف ہی اشارہ ہے جو دنیا کے مقابلہ مین دین کی کچہہ پرواہ نہین کرتے۔ کبہی کرستان اور کبہی مسلمان وہ کفار و مشرکین کا جاہ و حشم دیکہکر ان مین ملتے اور ان کو اس لئے یار بناتے ہین کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہو۔

مدینہ کے منافق ایسا کیا کرتے تہے یہود کے پاس جاکر اسلام سے نفرت اور اوس پر تمسخر کرتے تہے۔ جیسا کہ آجکل پیروان مشرکین کر رہے ہین

اس پوری آیت کا مطلب یہی ہے کہ منافقین کفار سے دوستی کرکے اون سے جاہ و عزت مت طلب کرو۔ عزت کا دنیا خدا کے ہاتہہ ہے۔

اس آیت مین لفظ کافرا یا ہے نہ کہ لفظ نصاریٰ۔ اگر لفظ کافر کو لیا جائے تو کیا مشرک و ہنود اس آیت سے علیحدہ ہو سکتے ہین؟ اگر خطاب یافتہ حکومت سے اپنی خدمات کے معاوضہ مین خطاب پائے ہین تو پیروانِ گاندہی یہ مشرکون کی مدد کرکے اور اون سے مدد لیکر امیدوار سوراج کے ہین۔ جس وقت سوراجیہ حاصل ہوگا۔ یہ بہی بڑے بڑے عہدے۔ اور خطابات مشرکین و ہنود کی جانب سے پائین گے۔ اور قرآن مجید پکارے ہوئے کہتا ہے کہ کُل عزت اللہ کے اختیار مین

ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت۔ تو پھر ہماری کیا مجال ہے کہ اوس کی دی ہوئی عزت کو چھوڑ دیں۔ مگر خدا کو منظور نہیں تو ہم سے چھڑا لے سکتا ہے۔

مگر اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ خطاب چھوڑ دو۔ البتہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کفاروں سے عزت مت ڈھونڈو۔ حالات حاضرہ پر یہ آیت پوری طور سے پیروانِ گاندھی کے حسب حال ہے۔ جو اس وقت اہل کتاب سے تو موالات حرام۔ اور مشرکین سے مدد اور عزت تلاش کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ کی جملہ ملازمتیں مفتیوں نے حرام بتایا ہے۔ خصوصًا پولیس اور فوجی ملازمت کو تو بدترین معصیت کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے مسلمان بھائیوں پر گولیاں چلانی پڑتی ہیں۔ جس کی سند میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا الخ
ترجمہ۔ اور جو کوئی کسی مومن کو عمدًا قتل کرے تو اوس کی سزا جہنم ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا"

اس آیت سے تو یہ نہیں پایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی ملازمتیں حرام ہیں۔ کہیں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔ نہ پولیس اور فوجی ملازمت کے لئے منع کیا گیا ہے آیت کا معنی تو فقط یہ ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو عمدًا قتل کرے تو اوس کی سزا جہنم ہے۔ جو کوئی سے مراد کیا پولیس اور فوجی ملازمت لی جاتی ہے؟ اور قتل عمد سے مراد لڑائی میں دور سے گولی کا مار کھا کر مرنا لیا جاتا ہے؟

ہم اوپر فتاوائے عزیزیہ اور مولانا عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی سے ثابت کر چکے ہیں کہ فوجی ملازمت درست ہے مگر موت اوس کی معمولی مرنے

والے کے مانند ہے۔ اگر وہ کسی جنگ میں مارا گیا تو شہید نہیں کہلائیگا۔

اب ایک سوال تفسیر کبیر سے سناتے ہیں۔

سوال۔ اگر انتظام ملکی یا حفظ مال کفار کے لئے کوئی مسلمان نوکری کرے تو جایز ہے یا نہیں؟

جواب۔ مباح ہے۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے خزاین کی حفاظت کے لئے نوکری کی تھی۔

سوال۔ انتظام ملکی کے نوکروں کے ساتھ ترک معاملات جایز ہے یا نہیں؟

جواب۔ جایز نہیں۔ کیونکہ یہ نوکری جایز ہے۔ اور مسلمان جو کام جایز کرے اور مرتکب فعل مباح کا ہو تو اس سے ترک موالات کسی صورت سے جایز نہیں۔

(۴) ولایتی مال کا استعمال اور اس کی ضرورت

مفتیان فتوے نے دشمنان اسلام (انگریزی قوم) سے خرید و فروخت کو ممنوع و ناجایز قرار دیا ہے۔ ذرا نیچے ان کا استعمال بقدر ضرورت جایز ہی بتایا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مفتیوں نے اس کو بطور فتوے نہیں لکھا ہے۔ مصلحت وقت کو مدنظر کرتے ہوے زجرًا موعظتًا یا مصلحتًا کچھ مطلب نکالا ہو۔ فتوے اور ہے زواجر اور ہیں۔ فتوے میں ہر ایک بات پر قول مجتہد کا نقل کرنا ضروری ہے۔ یہاں متفقہ فتوے میں اول سے آخر تک کسی مجتہد یا ائمہ اربعہ کا قول ہی نقل نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب فضایل مآب مجدد مائتہ حاضرہ مفتی دین متین حضرت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مدمجدہ کے فتوے

المحجتہ الموتمنہ فی آیات الممتحنہ میں درج ہے۔

اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنے مسلمانوں نے شہر بنگلور میں۔ یا کُل ہندوستان میں متفقہ فتوے کے نمبر ۴ کی پابندی کر رہے ہیں؟ موالات نصاریٰ میں شاید یہ باتیں قصداً نظرانداز کر گئی ہوں:۔

(۱) انگریزوں کو اپنے بنگلے۔ مکانات۔ فرنیچر۔ موٹریں۔ گھوڑا گاڑیاں کرایہ پر دے کر اوس کی آمدنی سے اپنا گذارا کرنا۔

(۲) دیگر ممنوعہ اشیاء کا معاملہ جو شرعاً بالاتفاق حرام ونا جائز ہے کتنے مسلمانوں اور ہندوؤں نے حالات حاضرہ پر ترک موالات کی تحریک پر چھوڑ دیا ہے۔ ذرا ہم کو بتائیں!

(۳) ولایتی کپڑے اور جرمنی و امریکہ کی بنی ہوی چیزیں جو کروڑوں روپیہ کی تعداد میں ہندوستان میں فروخت ہوتی ہیں۔ کتنوں نے اس تجارت سے کنارہ کشی اختیار کی؟

ترک موالات کے حامیوں کا یہ فعل بھی ہے کہ وہ بعض چیزوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اور بعض کا نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شرعی مسئلہ نہیں بلکہ طبعی ہے۔ اگر شرعی مسئلہ ہوتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اس حکم کو نرم یا سخت کر دے۔ حرام کو حلال۔ حلال کو حرام کرنا تو ایک خطرناک جرم ہے۔ پس اگر ترک معاملات ایک شرعی حکم ہے تو پھر اوس کے مدارج مقرر کرنے کا کسی کو کیا اختیار ہے؟

سرکاری یا امدادی مدارس یا کالجوں کے طالبعلموں کو تعلیم جاری رکھنے سے منع کرنا۔ اور طبی کالجوں کے طلباء کو پڑھائی جاری رکھنے کی اجازت دینا۔ اعزازی عہدہ داروں کو ترک عہدہ پر زور دینا۔ اور دیگر ملازمین کو سرکاری

نوکری کرنے سے سر دست روک ٹوک نہ کرنا۔ اور وقت کا انتظار کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ اور پھر عیسائیوں اور یہود سے تجارت کرنا کس طرح بقدر ضرورت جایز ہو سکتا ہے۔

کیا ترک موالات والی آیت میں تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا کا ذکر خاص طور پر نہیں کیا گیا؟ پھر اگر واقع میں یہ حکم شرعی ہے تو کیوں تجارت کو بند نہیں کیا گیا؟ کیوں طبی کالجوں کے طلباؤں کو بھی پڑھائی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاتا؟ کیوں چوری وغیرہ جرائم کے موقع پر پولس کی امداد لیجاتی ہے؟ کیوں عدالت دیوانی میں لوگوں سے اپنا دین وصول کرنے کے لئے مقدمات پیش کئے جاتے ہیں؟ اور لوگ بلا اجرت اسیر بنتے ہیں۔ کیا قرآن کریم کی اون آیات میں جن کا حوالہ مفتیانِ ترکِ موالات نے دیا ہے کوئی حد بندی کیگئی ہے؟ یا ان آیتوں کے سوا اور کوئی آیات ہیں؟ جنہوں نے ان چیزوں سے فایدہ اوٹھانے کی اجازت دے رکھی ہو۔ یا فقط اون ہی چیزوں کی اجازت آچکی ہے جن کو کانگریس اور اوس کی ہم نوا مسلم لیگ نے ۳۰ کروڑ باشندگان ہند کا دعوے کرتے ہوے فقط ۲۰ ہزار آدمیوں کے مجمع میں اپنے رزولیوشنوں کو پاس کر دیا تھا۔ کیا اوس کے مقابلہ میں بھی اونہیں دنوں مدراس کے کانگریس وامراوتی کی تعلیمی جماعت نے اس کے برعکس اپنے رزولیوشنوں کو پاس نہیں کیا؟ جب تم ۳۰ کروڑ کی نمایندگی کا بیڑا اوٹھاتے ہو تو آخر یہ جماعتیں بھی تو کسی کی نمایندگی کرتے ہوں گے۔

اب مسلمانوں کو ایمان پر قرآن وحدیث سے کام لینا چاہئے یا کانگریس یا مسلم لیگ کے رزولیوشنوں پر عمل کرنا واجب ہے خود ذرا غور کرلیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ تم کانگریس اور مسلم لیگ کے رزولیوشنوں پر عمل مت کرو۔ تمہیں اختیار ہے۔ مگر اس کو شرعی مسئلہ کے تحت میں لاکر عوام الناس کو کیوں دہوکہ دیتے ہو۔

کیا مدعیانِ ترک موالات کے پاس ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب نہیں! چونکہ مسٹر گاندہی اور اون کے مسلمان شرکاؤں نے ایسا کہا ہے اس لئے ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

جب قرآن پاک تم کو اپنے باپ داداؤں کی چال کو اگر وہ خلاف احکام الٰہی ہے تو چلنے سے منع فرمایا ہے تو گاندہی اور فلاں کون ہیں۔ کیا اسی پر دعوے اسلام کا کرتے ہو۔

ایسے رزولیوشنوں کو احکام شریعت کے مطابق لانے کی کوشش کرنا اور آیاتِ قرآنیہ سے اس کا استدلال کرنا ایک خطرناک گناہ ہے۔ اور عوام کو قرآن و حدیث کے نام سے دہوکہ دے کر اسلام کا تمسخر اڑانا ہے۔

گورنمنٹ ہند یا انگریزوں کے ساتھ تعلقات کا قایم رکھنا جن میں موالات و مودت کو کوئی دخل نہیں اِن آیات قرآنیہ سے جایز ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ ترجمہ بعض لوگوں نے جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکا تہا۔ یہ عداوت تم کو (اُن پر کسی طرح کی) زیادتی کرنے کی باعث نہ ہو۔ اور نیکی و پرہیزگاری (کے کاموں) میں ایک دوسرے کے مددگار ہوجاؤ۔ اور گناہ و زیادتی کے (کاموں) میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو ؟

یہ اُس موقع پر نازل ہوی تہی جب کہ کفار و مشرکین مسلمانوں کو فریضہ

مذہبی کے ادا کرنے سے روکتے تھے۔ طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے۔ چاہیئے
تو یہ تھا کہ اُن کا جواب بھی ترکی بترکی دیا جاتا۔ لیکن خدائے کریم و رحیم
مسلمانوں کو اُن پر زیادتی کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور نصیحت فرماتا ہے کہ
کہیں اُن کی عداوت تم کو بھی زیادتی پر مجبور نہ کردے۔

سورۃ مائدہ کے رکوع ۳ میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ۔ ترجمہ
اور کسی قوم کی دشمنی سے انصاف کو ترک نہ کرو۔ انصاف کرو۔ کہ یہی تقوے
سے زیادہ قریب ہے۔

سورۃ حجر کے ۶ رکوع میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم
مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ۔
ترجمہ۔ اور اپنی حفاظت کی جو تدبیریں کرتے تھے۔ اُن کے کچھ بھی کام نہ آئیں۔
اور ہم نے آسمان و زمین کو۔ اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے مصلحت ہی سے
بنایا ہے۔ اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو کافروں کی شرارتوں سے عمدگی
کے ساتھ درگذر کرو۔

ان جملہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین وغیرہم کے
ساتھ عدل اور نرمی۔ نیز درگذر کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اور زیادتی اور
حد سے تجاوز کر جانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی گئی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ معاملات کی اُن سے کہاں اجازت دی گئی؟ اس کا
سرسری جواب تو یہ ہے کہ اس کی کہیں ممانعت ہی نہیں کی گئی۔ اور اصول
یہ ہے کہ جب شارع کسی امر میں خاموش ہو تو۔ اباحت کے پہلو کو ترجیح دیتے ہیں

باایں ہمہ آیات الٰہیہ میں اہل کتاب کے ساتہ اکل وشرب اور شادی بیاہ کی عام اجازت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ دونوں باہمی معاشرت و معاملات کا اہم ترین جز نہیں ہیں ؟

قرآن شریف میں آیا ہے۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ. (سورۃ مائدۃ ع) ترجمہ۔ آج کے دن تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں۔ اور اہل کتاب کا کہانا بہی تمہیں حلال ہے۔ (بشرطیکہ اوس میں کوئی حرام شئی نہ ہو) اور تمہارا کہانا انہیں حلال ہے۔ اور حلال ہیں مسلمان پاکدامن عورتیں۔ اور اون لوگوں کی پارسا عورتیں کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ جبکہ اون کے مہر ادا کرو۔

آنحضرت صلعم کی زندگی سے استدلال

اس کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ کلام مجید میں اہل کتاب کے ساتہ نرمی و عدل۔ اُن کے ساتہ اکل وشرب۔ اُن سے شادی بیاہ کرنے کی صراحتاً اجازت موجود ہے۔ اب دیکہنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ان کے ساتہ کیا تہا۔ اگر اللہ جل شانہ نے موالات میں معاملات کو بہی شامل کیا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی اہل کتاب و مشرکین کے ساتہ معاملات نہ فرماتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر احکام الٰہی کا سمجہنے والا کون تہا۔

سب سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ باہمی معاشرت میں لین دین۔ خرید و فروخت۔ عدل و انصاف۔ آمد و رفت۔ یا اور اسی قسم کے بہت سے کاروبار ہیں۔ جن کا شمار معاملات میں کیا جاتا ہے۔

احادیث کے تتبع و تلاش سے ایک ایک جز کے متعلق معتد بہ معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ اور حیرت ہے کہ جو لوگ ترک موالات و معاملات کو مذہبی حیثیت سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایسے صریح واقعات پر کیونکر پردہ ڈال سکتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ قیصر روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیبا کی پوستین ہدیہ بھیجا۔ آپ نے قبول فرما کر زیب تن فرمایا۔ پھر اُتار کر حضرت جعفر طیار رضؓ کو دیدی۔ دوسرے روز حضرت جعفر رضؓ اسی پوستین کو پہن کر دربار نبوت میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے یہ پوستین تم کو تمہارے پہننے کے لئے نہیں دی ہے۔ حضرت جعفر طیار رضؓ نے فرمایا یا رسول اللہ پھر میں اس کو کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

مقوقس عزیز مصر کو جب دعوت اسلام دی گئی تو وہ اسلام نہیں لایا مگر دو لڑکیاں بطور ہدیہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ اُن میں:-

ایک ماریہ قبطیہؓ تھیں۔ جو حرم نبویؐ میں داخل ہوئیں۔

دوسری۔ سیرین۔ تھیں۔ جو حضرت حسان رضؓ کے ملک میں آئیں۔

خچر کا نام۔ دلدل۔ تھا۔ جس کا ذکر اکثر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے۔

عبداللہ الہوزنی رضؓ نے حضرت بلال رضؓ سے حلب میں پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کیونکر چلتے تھے۔ حضرت بلال رضؓ نے فرمایا کہ

میں آنحضرت صلعم کے لئے قرض چیزیں خریدا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھ سے ایک مشرک نے کہا کہ اے بلال میرے پاس ہر قسم کا مال موجود ہے۔ تم مجھ سے قرض لیا کرو۔ چنانچہ میں نے اس سے قرض لینا شروع کیا۔

ایک دن میں وضو کر کے اذان کے لئے کھڑا ہی ہوا تھا کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ میرے سامنے آکر کہنے لگا کہ او حبشی! میں نے جواب میں لبیک کہا۔ وہ نہایت ترش رو ہو کر بولا کہ تجھکو معلوم ہے کہ اب مہینہ ختم ہونے میں کتنا باقی ہے۔ میں نے کہا کہ تھوڑے دن باقی ہیں۔ اس نے کہا کہ چار روز ہیں۔ ان کے گذر جانے کے بعد میں تیرے تمام کپڑے اُتار کر بکریاں چروا کر چھوڑ دوں گا۔

میں اس کے کہنے سے بہت گھبرایا۔ اور نماز عشا کے بعد آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا۔ اس وقت آنحضرتؐ حرم میں تشریف لیجا چکے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ؀ میں ایک مشرک کا قرضدار ہوں۔ اور اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔

اس وقت نہ حضورؐ کے پاس کچھ ہے۔ اور نہ میرے پاس کہ قرض سے پیچھا چھڑایا جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ میں تا وقتیکہ خدا قرض نہ ادا کرا دے۔ یہاں سے کسی مسلمان قبیلے میں چلا جاؤں۔ اس کے بعد میں نے اپنے قیام گاہ پر آکر سامان سفر درست کیا۔ علی الصباح جیسے ہی میں نے چلنے کا قصد کیا تھا کہ دفعتہً ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا کہ بلال! تم کو آنحضرت صلعم نے یاد فرمایا ہے۔

میں اس کے ساتھ آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ لو۔ خدا نے تمہارے قرض ادا کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ یہ چار اونٹ

بازار لے جاؤ۔ اور ان کو مع اُس کے غلہ کے بیچ کر قرض ادا کر دو۔

بخاری شریف میں ہے کہ :۔

ایک یہودی کا لڑکا آنحضرتؐ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اُس کو اسلام کی دعوت دی اُس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ باپ نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو۔ آنحضرتؐ کی اطاعت کرو۔ اُس نے اسلام قبول کیا۔ اور آنحضرتؐ یہ فرماتے ہوئے باہر نکل آئے۔ کہ خدا کا شکر ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ خلقِ محمدیؐ تو یہودی کی تیمارداری کی بھی اجازت دیتی ہے۔

ابن صفوان سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد صفوان سے کچھ سلاح عاریتہً طلب فرمائے۔ حضرت صفوانؓ نے کہا۔ کیا اسلحہ آپ غصباً لینا چاہتے یا عاریتہً۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ عاریتہً۔ یہ بعد میں واپس کر دیئے جائیں گے۔

حضرت صفوان رضؓ نے تیس یا چالیس زرہیں عاریتہً دیں۔ جنگ حنین کے بعد جب رسول اللہؐ نے زرہیں واپس کیں تو چند زرہیں کم تھیں۔ آپؐ نے تاوان دینے کا قصد کیا۔ حضرت صفوان رضؓ نے کہا کہ میں آپ سے تاوان نہ لوں گا۔ کیونکہ آج اپنے قلب میں ایسی بات پاتا ہوں جو قبل ازیں نہ تھی۔ (یعنے نورِ ایمان)

یہ تمام واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیچ بیچاؤ۔ لین دین۔ قرض دام۔ کھانے پینے۔ شادی و بیماری۔ رنج و راحت۔ ایک ایک چیز میں کفار و اہل کتاب کے ساتھ شرکت فرمائی ہے۔

بنو نضیر اور بنو قریظہ کے باہمی مقدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خدمت مین فیصلہ کے لئے لائے جاتے تہے۔ اور اس معاملہ مین آنحضرت صلعم ان
کی امداد فرماتے تہے۔ اگر ان باتون کا شمار معاملات مین نہین ہے تو پہر کس
عنوان کے تحت مین ان کو داخل کیا جا سکتا ہے؟ اگر خدائے برحق نے
اولیاء کے نقطہ مین موده اور معاملت دونون کو شریک کیا ہوتا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل ۔ خاکم بدہن ۔ صریح حکم خداوندی کی خلاف
ورزی تہا۔ حالانکہ کوئی فرد اسلام اس کو سُننا تک پسند نہین کریگا۔
یہ تمام خرابیان اس لئے پیش آرہی ہین کہ موالات کے تحت مین موده
ومعاملات دونون کو شامل کر لیا جاتا ہے۔ اگر موالات سے محض موده ومحبت
مراد لی جائے اور معاملات کو اس سے الگ کر لیا جائے تو تمام منتشر کڑیان ایک
دوسرے سے مل جائینگی۔ اور شریعت اسلام پر کسی قسم کا اعتراض واشکال واقع نہوگا
امام فخر الدین رازی رح نے اپنی تفسیر کبیر مین موالات کی تصریح جو کی ہے
کسی مزید توضیح کی محتاج نہین۔ جس سے صاف طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ کفار سے
معاملت ومعاشرت جایز ہے۔ اس بنا پر یہ شبہ پیدا ہوا کہ ترک مودت سے
کیا مراد ہے۔ جیسا کہ ہم اگلے صفحات مین متعدد جگہہ بتا چکے ہین۔ اور تفسیر کبیر
مین بہی امام صاحب رح نے تصریح کر دی ہے کہ صرف وہ محبت ومودت منع ہے
جس مین کافرون کی مذہبی خوایذ کا ارادہ شامل ہو۔ اس کے علاوہ اور تعلقات
کی شرعًا ممانعت نہین۔ امام صاحب رح نے صرف دو صورتون مین تعلقات کو
منع فرمایا ہے:۔

(۱) جہان یہ اندیشہ ہو کہ ان تعلقات سے اسلام کو ضرر پہونچیگا۔

(۲) یا مسلمانون کا رجحان کفار کے مذہب کی طرف ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو دفع
مضرت یا حصول منفعت کے لئے تعلقات کی اجازت ہے۔

لہذا اکابر علمائے کرام خدارا نہایت غور و بحث کے بعد ایک مفصل فتوٰے اور شایع فرمائیں۔ جن میں تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہو۔ تاکہ امت محمدی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اور سیاسی ضروریات کی بنا پر احکام شرعی کی غلط تاویل سے دین میں رخنہ نہ پڑے۔

نصاریٰ و مشرکین میں فرق

سورۃ مائدۃ ۱۱ ویں رکوع میں خداوند عزوجل یوں فرماتا ہے:۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ط ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ط

(ترجمہ) تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے۔ اور ان میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب اون لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں۔ اور بہت سے تارکِ دنیا درویش ہیں۔ اور اس سبب سے ہی یہ لوگ متکبر نہیں ہیں۔

اس آیت کا شانِ نزول بھی سن لو۔ مکہ معظمہ میں جب مشرکوں کے ہاتھ سے اہل اسلام پر نہایت سختی پہنچنی شروع ہوئی کہ کوئی دھوپ میں ڈال کر کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا۔ اور کسی کو قتل کیا جاتا تھا۔ اور کسی کو زخم لگائے جاتے تھے۔ کسی کا گوشت کاٹا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عمار بن یاسر اور اون کے والدین کو عذاب دیا جارہا تھا۔ اتنے میں ابو جہل بھی وہاں آنکلا جو مشرکوں کا لیڈر تھا۔ اس بدبخت نے سمیہ والدہ عمار کی پیشاب گاہ میں نیزہ ایسا چلایا کہ وہ شہید ہوگئیں

ایسی حالت مین ۸۲ مسلمان جن مین ۱۳ عورتین مع حضرت عمر رضؓ و جعفر طیار رضؓ وغیرہ کے دریاے قلزم پار ہو کے ملکِ حبش مین ہجرت کر گئے۔ اوس ملک کا بادشاہ اصحمہ نامی جس کا لقب نجاشی عیسائی تہا۔ جب یہ جماعت اوس کے ملک مین پہونچی تو کفار قریش نے نجاشی کے لئے تحایف و ہدایا دیکر عبد اللہ بن ابی مشہور منافق۔ اور عمرو بن العاص کو بہیجا کہ یہ جماعت کا ایک نیا مذہب ہے اور یہ لوگ مسیح کو خدا نہین بلکہ خدا کا بندہ کہتے ہین۔ انکو مقید کرکے ہمارے پاس واپس بہیجدیجئے۔ تاکہ یہ آپ کے ملک مین شورش نہ برپا کرین۔ اس مراسلہ کو دیکھہ کر نجاشی نے اپنے ارکین سلطنت و علماء و فضلائ کی ایک مجلس قایم کی۔ اور اس جماعت صحابہ کو بہی ان دونون ایلچیون کے روبرو طلب کرکے مسلمانون سے پوچہا کہ تم مین سے اپنے نبی کا زیادہ قرابت دار کون ہے۔ حضرت جعفر طیار رضؓ نے فرمایا کہ مین ہون۔ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حال دریافت کیا۔ اور مہاجرون پر ظلم و ستم کا برپا ہونا بہی معلوم کیا۔ اوس کے بعد پوچہا کہ تمہارے محمدؐ پر آسمان سے کوئی کتاب بہی نازل ہوتی ہے؟ تب جعفر طیار رضؓ نے سورہ مریم پڑہنی شروع کی۔ یہ پڑہتے جاتے تہے۔ نجاشی اور اوس کے ارکان دولت زار زار کلام الہی سن کر رقت سے روتے جاتے تہے (از تفسیر حقانی)

اس آیت سے کیا یہ پایا نہین جاتا کہ عیسائی دوسری اقوام کی نسبت مسلمانو سے سب سے زیادہ قریب ہین۔ جب وہ شرائط جن کے پائے جانے کی وجہ سے جو پہلی آیت مین فتوے کے آچکے ہین۔ جس کی وجہ سے ہنود قابل موالات سمجہے گئے ہین تو کیا اس آیت کی رو سے نصارے قابل معاملت نہ سمجہے جاینگے اور ان سے ترک معاملت کرنا شرعی فتوے کے ماتحت کیون کر درست اور

جائز ہو سکتا ہے ۔

عقائد گاندھویہ کے مقلدین کے نزدیک ہندو تو ہادیانِ اسلام ہین ۔ آیتین صرف نصارےٰ ہی کے بارے مین نازل ہوے ہین وہ بھی فقط انگریزون ہی کے لئے ۔ اور انگریز بھی کل تک ان کے مورد نہ تھے ۔ حالات حاضرہ سے ہوے ایسی ترمیم شریعت و تغیر احکام و تبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام اور فدائی قوم و خلافت رکھا گیا ہے ۔

خواہ عالم ہو یا فاضل کوئی بھی ہو اپنے مطلب براری کے غرض سے کلام الٰہی یا اوس کے معنے مین تغیر و تبدل کرے گا تو آخر کسی نہ کسی جگہہ اوسی کی تحریر اوس کو نادم کر دے گی ۔

ہمارے پاس مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم کا ایک فتوے وانمباڑی سے آیا ہے ۔ جس کے صفحہ ۹ پر جو عبارت درج ہے ملاحظہ ہو ۔

پہلے مولانا نے ترکِ موالات نصاریٰ پر بہت زور دے کر بعد مین یون تحریر فرماتے ہین :-

" پس اے میرے عزیزو ۔ تم اللہ پر بھروسہ کرکے اور اس کی رسّی کو مضبوط تھام کر اپنے عزم پر قایم رہو ۔ اور موالاتِ نصاریٰ ترک کرو ۔ (مسلمان ہمیشہ ہی سے ترک موالات بالکفار ہین ۔ موالات بالکفار قطعی حرام ہے) اور اپنی استطاعت کے موافق جو خدمت گذاری اسلام اور اہل اسلام کی کر سکتے ہو اس سے درگزر نہ کرو کہ اب وقت درگزر کا نہین ہے ۔

حسن اتفاق سے اس وقت ہندوستان کی سب سے بڑی کثیر التعداد قوم (ہنود) کا مطمح نظر بھی تمہاری ہمدردی اور واقعات پنجاب اور خواہش سیلف گورنمنٹ کی وجہ سے ترک موالات مع النصاریٰ ہے اور ابھی حال مین

سنا گیا ہے۔ کہ سکھ لیگ نے بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ تم اپنی نظر فقط خدا پر رکھو۔ تمہارا دوست اور مددگار صرف وہی ہے۔ البتہ جو قومیں تمہارے اس پاک مقصد میں خود بخود شریک ہو جاویں یا تمہاری تائید اور غمخواری کریں۔ ان سے تم بھی مصالحت کرو اور رواداری کا برتاؤ کرو اور بسیرت و انضباط و مروت اور حسن سلوک سے پیش آو۔

قرآن حکیم میں ہے :۔

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اللہ ان لوگوں کے متعلق جو دین کے معاملہ میں تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اس سے منع نہیں کرتا کہ تم ان کے ساتھ بھلائی اور منصفانہ سلوک کرو بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو چاہتا ہے ''

اس موقعہ پر اس قدر تنبیہ ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے اُن تعلقات کا اثر یہ نہ ہونا چاہیئے کہ مسلمان اپنے کسی مذہبی حکم کو بدل ڈالیں یا شعائر کفر و شرک (وہ چالیس غیر شرعی امور ملاحظہ ہوں جن کا ذکر کسی اور جگہہ کیا گیا ہے) کو اختیار کرنے لگیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو نیکی برباد گناہ لازم کی مثل اپنے اوپر منطبق کرینگے۔''

''بالکل آخر میں مجھے یہ کہہ دینا بھی ضروری ہے کہ تحریک ترک موالات (تحریک موالات ہی مسلمانوں سے کرنا عبث ہے۔ ہر مسلمان مذہبًا موالات بالکفار کا پابند ہے) کا موجودہ حالات میں کامیاب بنانا صرف اس پر منحصر ہے کہ کوئی حرکت ہماری طرف سے ایسی نہ ہونی چاہیئے جو نقض امن یا تشدد کی ...

کی موجب ہو - اور یہی نصیحت اس ملک کے تمام سربرآوردہ دانشمندون نے کی ہے - ورنہ فائدہ کی جگہہ نقصان کا اندیشہ ہے -

مسلمانون سے اپیل اور کہلی مسلمانی چھٹی مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی اور عبدالماجد صاحب بدایونی اور مسٹر عبدالودود صاحب بریلوی کے لئے

(اقتباس ازالفقیہ امرتسر مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۱ء)

(۱) جو واقعات کہ اشتہار مین لکھے گئے ہین خواہ وہ کیسے ہی ہون مگر اس قدر مین تو شک نہین کہ ایک بڑی اسلامی سلطنت کو نقصان شدید پہنچا - کیا کوئی مسلمان اس پر خوش ہو سکتا ہے کسی اسلامی دماغ مین مسلمانون سے یہ سوال کرنا کہ کیا تم خوش ہوے یا رنجیدہ عبث ہے - مگر وہ حضرات کہ مشرکین کو اپنے امام اور رہبران دین بنا چکے اور آیات و احادیث کو تمام عمر بت پرستی پر لٹا چکے اون سے یہ سوال عجب نہین "

(۲) سید الشہداء سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رض پر جو سخت مظالم میدان کربلا مین گذرے کیا صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان اوس وقت ملک مین ایسے بے معنی غل شور مچاتے پھرے ؟ کیا کوئی شہادت کمیٹی قایم کی ؟ کیا اوس مین گمراہون - بے دینون اور مشرکون کو صدر مجالس بنایا تھا ؟ کیا ساکنان حجاز و یمن و شام وغیرہا قلمرو یزید سے ہجرت کرکے کابل چلے گئے تھے ؟ کیا اپنی قوت بڑہانے کو صحابہ و اہل بیت کرام رض نے مشرکون یا کافرون کے دامن مین چھپے تھے ؟ اون کی خوشی کے لئے کوئی شعار اسلام بند کیا تھا ؟ قشقے کا وہان رواج تو نہ تھا مگر زنار تو تھے - کتنے مسلمانون نے جنیو پہنا - کونسے کافر کو اپنا

امام اور رہبر بنایا ؟ قرآن و حدیث کی کتنی عمر کفر پہ پنچھاور کی ؟ کون سے معبد کفار کو مقدس علامت ٹہرایا ؟ مسلم و کافر کا امتیاز اوٹہانے کو کونسا نیا مذہب بنایا ؟ کس کافر یا مشرک کو مساجد طیبہ مین منبر پہ چڑہا کر واعظ مسلمین بنایا ؟ کس کافر یا مشرک کی ٹکٹی (یعنے ہندوؤن کا جنازہ) (یا ارتہی) اوٹہائی ؟ اوس کی نماز جنازہ پڑہی۔ اوس کے لئے دعاء مغفرت کی ؟ کس کافر یا مشرک کی جئے پکاری ؟ اوس کے بخیر مقدم مین ایڈریس دئیے ؟ اوس کی حمد کے غلغلے کئے ؟ (ہندوؤن اور گوماتا کی جے پکارے ؟ قربانی کی گائے کو پہولون کے ہار پہنا کر باجے گاجے کے سات گوشالہ تک پہونچایا ؟ اور کس مشرک کا نام خطبۂ جمعہ مین مقدس ذات ستودہ صفات کے تعریفی الفاظ سے جیساکہ ناگپور خلافت کمپ مین اردو مین خطبۂ جمعہ پڑہتے ہوے لیا تہا ؟ اور حاضرین مین بہت سے مولوی خاموش بیٹہے رہے۔ جریدۂ روزگار ۱۸ فروری) یا اوس کی گاڑی کہینچی ؟ مسلمانون سے ۳۵ لاکہ لوٹ کہسوٹ کر یورپ و شام مین مزے اڑائے ؟ فضایل کثیر اہل بیت و صحابہ رضہ کے اس مین سے کچہہ نہ پایا۔ اور جو کچہہ اونہون نے کیا وہی بقدر استطاعت ہمارے علمائے اہل سنت نے کیا اور کر رہے ہین "

(۳) "کیا گرامی حضرات اس ضرب المثل کی اجازت دین گے یا غلطی پر اطلاع بخشین گے کہ جاڑا آیا گیدڑ رات بہر چلائیے۔ اوس جنگل مین چند مقبولان خدا بہی مشغول یاد خدا تہے۔ گیدڑون نے اون کی آواز اپنی سی نہ سنی۔ صبح گیدڑون مین سے کسی نے اون سے پوچہا کہ کیا آپ لوگ جاڑے سے متاثر نہین ہوتے۔ فرمایا ہوتے ہین۔ کہا پہر چلاتے کیون نہین ؟ فرمایا تمہارے شور و غل نے جاڑے کا کیا بگاڑ لیا ؟"

(۴) "دریا طغیانی پر ہے۔ کچہہ لوگ ڈوب رہے ہین اون کو بچانا ضروری

فرض ہے مگر کن پر؟ قومی تیراکون پر! جو تیرنا نہین جانتے اون پر شرع ہرگز لازم نہین کرتی کہ اونہین بچانے کو دریا مین کود پڑو کہ وہ تو بچ نہ سکین اور تم ڈوب جاؤ۔ اس پر غل مچانے والا کہ اونہین ہمدردی نہین کیا۔ اون ڈوبتون کا خیرخواہ ہے یا ان بچے ہوؤن کا بدخواہ؟

(۵) "مسئلہ موالات پر علمائے اہل سنت ہمیشہ سے روشنی ڈال رہے ہین۔ دفتر کے دفتر شایع فرماچکے ہین۔ انہون نے تو آج سیکھی وہ بہی آدہی بلکہ اونذہی۔ نصارٰے سے تو موالات درکنار، معاملت بہی حرام اور مشرکون کی موالات بالاطاق اور غلامی اور بندگی فرض"

"اسی پارٹی کے نیچری تہے جنہون نے موالات نصارٰے کو اس حد تک پہنچایا۔ کہ اپنے پیرؤن کو دین سے آزاد نیم نصرانی جنٹلمین بنادیا۔ کیا اوس وقت علمائے اہل سنت نے اون کی مخالفت نہ کی؟ کیا اونہین کافر نہ کہا؟ کیا اوس کے فتوے نہ چہاپے؟ کیا فتاوے حرمین وغیرہ گم ہوجاوینگے پہر اوسی پارٹی کے ندوی تہے کہ مرتدون سے موالات چاہی۔ کیا علمائے اہل سنت نے اوس وقت اون کی مخالفت نہ کی؟ کیا اون کو گمراہ و بددین نہ کہا؟ کیا پچاس سے زاید کتابین نہ چہاپین؟ کیا فتاوے السنہ و فتاوے القدوہ وغیرہ نہ رہے؟

"اب پس بہی پس روانِ گاندہی ہین کہ مشرکون سے اتحاد کیا۔ اون کی غلامی اور انقیاد فرض کہہ رہے ہین۔ اب بہی علمائے اہل سنت ہی نے اس پر ان کی مخالفت کی اور انہین جوکہنا تہا کہا۔ پہر مسئلہ موالات کا ان سے سوال کیسا تجاہل عارفانہ بلکہ دانستہ اپنے آپ کو دیوانہ بنانا ہے"

"آپ حضرات نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار نہ کی۔ کیا صاف

نہ کہا کہ اگر اپنے بہائی ہندوؤن کو راضی کرلوگے تو خداکو راضی کرلوگے" (نعوذ باللہ منہا) کیا یہ نہ کہا کہ نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندہی جی نبی ہوتے" (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) دو کیا مشرکون سے بجوشی قشقے نہ لگوائے؟ کیا مشرکون کو مسجد مین لے جاکر مسلمانون سے اونچا کہڑا کرکے اون کو واعظ نہ بنایا؟ کیا مشرکون کی خوشی کے لئے شعایر اسلام بند کرنے کی کوششین نہ کین؟ کیا جن خونخوار ہندوؤن نے گائے کے پیچہے مسلمانون کو ذبح کیا۔ پہونکا۔ جلایا۔ اتحاد ہنود بنانے کے لئے اون کی معافی کا رزولیوشن پاس نہ کیا؟" (کیا بہار کا ہندو مسلمانون کا جہگڑا اور مساجد کی توہین جو ہندوؤن نے کی اس قدر جلد بہول گئے؟ کٹار پور۔ شاہ آباد۔ نلور کا فساد بہی محو ہوگیا؟) " اون کی رہائی کے لئے درخواست نہ دی؟ اللہ اکبر۔ چند روپیون کی گائے کا خون اتنا گران اور بے گناہ مسلمانون کا خون اس قدر ارزان؟ کیا اپنے اوس دین مین جسے مدار ایمان کہہ رہے ہو۔ مشرک کو اپنا امام و ہادی نہ بنایا؟ کیا مشرک کی ارتہی (یعنے جنازہ) اوٹہانا مشرکون کی جے بولنا" (بندے ماترم کے ساتہ اللہ اکبر کے نعرے مارنا) "یا کسی مشرک کے ارتہی کو لے کر مرگہٹ تک لے جانا؟ مساجد کو اوس کا ماتم گاہ بنانا۔ اوس کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کرنا کرانا" (دفعہ ترک موالات مین شاید مشرک کا جنازہ پڑہنا اور اوس کے ارتہی کے ساتہ کندہا دیکر جانا واجب ہوگا۔ مگر مسلمانون کے جنازہ کے ساتہ جو ترک تعلقات کا حامی نہ ہو اوس پر اور اوس کے متعلقین پر نماز جنازہ پڑہنا حرام ہے) وغیرہ افعال شنیعہ جن کے استفتاء متعدد بلاد سے آئے؟ کیا سوا تیرہ سو برس سے ہوے تہے؟ کیا یہ تمام باتین افعال واقوال کفر و ضلال اوسی اتحاد

وداد کے نتایج نہین ہین ؟ کیا آپ حضرات نے اس پر کبھی نوٹس لیا ؟ اپنی
ہی لگائی ہوئی آگ بجھانے کے لیئے کبھی گرما گرم جلسے کیئے۔ وہوان دہار روزولیوشن
پاس ہوئے - غرض یہ اسلام کو کند چھری سے ذبح کرین اور مسلم اور علماے
اہل سنت ان ضلالتون سے بچانا چاہین تو اون کو نصارے کے طرف دار د
(قومی مجرم) کہین ؟"

(۷) " یہ بھولا پن بھی عجیب ہے کہ اس سے قطع نظر کیجئے کہ یہ لوگ
جو کچھ کر رہے ہین اس کا واسطہ اسلام سے کہان تک ہے - ان کا ہر ہر لفظ
اور ہر ہر قدم کتنے ہزار کفریات پر مشتمل ہے - سبحان اللہ جب اسلام اور کفر ہی
ساقط النظر ہے تو پھر رہ کیا گیا جس کی فکر ہے "

(۸) "مشرکون کے ساتھ مرتدون کی موالات اور اون کی تعظیم مین مغالات
بھی ہو رہی ہین یہان تک کہ وہ صاحب جنہون نے پرچہ نظام الملک مراد آباد
مین صاف لکھہ دیا کہ اون کا خدا ظالم ! جاہل !! چور !!! شرابی !!!!
سب کچھ ہو سکتا ہے اور اون کے پیر وا وستاد نے صراحتہ وقوع کذب الہی
مان لیا کہ ہان خدا جھوٹا ہے - کیا کوئی مسلمان ایسون سے میل رکھہ سکتا
ہے ؟ (ہرگز نہین) اس گروہ کے سرتاج کے پایۂ تخت کے نیچے جو اہالی وموالی
جمع ہین یا تو اون گالیون سے ناواقف ہین جو اونہون نے اور اون کے
اوستاد وپیر نے اللہ ورسولؐ کو دین یا خود منہم ہین علمائے اہل سنت کو بھی
اس مین دعوت دیتے خدا کا خوف نہ تہا بندون کی تو شرم کرتے "

(۹) ایمان سے کہنا کیا مولوی حضرت عبد القادر صاحب بدایونی وجناب
مولوی عبد الوہاب صاحب لکہنوی اسی دین پر دنیا سے گئے ؟ کیا اون کے
یہی اقوال وافعال تہے ؟ یا وہ ایسون کو گمراہ و بے دین جانتے تہے " ؟ -

(۱۰) کفر و کفار سب بجہنم ہر ایک اپنی قبر مین جائے گا (یا مرگہٹ مین جلایا جائے گا) یہ تو فرمائیے کہ اسلام ذبح کر کے دین بچہا ور کر کے غریب مسلمانون کے ۳۵ لاکہہ روپئے سیر و سیاحت و لہو و عیش و آرام مین لٹا کر اسلام کو یہ نفع پہونچایا۔"

یہان پر ہم ناظرین کی ظرافت طبع کے لئے چند اشعار مطبوعہ علی گدہ انسٹیٹیوٹ پریس کے لکہے ہین جو بصورت پمفلٹ شایع ہو چکے ہین۔

جو آجکل ہین خلافت کے نام پر قربان
مطیع ان کے ہین ایسے ہزار ہا نادان
جما ہوا ہے یہ سکہ اب اُنکی ساکہون کا
ہزارون لاکہون خلافت کے نام سے لیکر
جو پا پیادہ پہرا کرتے تہے ادہر سے اودہر
نہ بیکسون سے غرض ہے نہ کچہہ یتیمون سے
عوض مین اسکے کہ وہ کچہہ حساب سمجہاتے
نہ جہینپتے ہین نہ دبتے ہین کچہہ نہ شرماتے
خود اپنی قوم سے پہیرے ہوئے نگاہون کو
ملا جو قوم کو سرمایہ عیش و راحت کو
گئے خوشی سے وہ انگلینڈ کی سیاحت کو
مصارف اونکے ہوئے نا نہ جب پچاس ہزار

حصول زر کے لئے ہے وسیع یہ میدان
کہ آدمی کی پرکہہ جن کو ہے نہ کچہہ پہچان
کہ خرچ خانہ بدوشون کا ہی لاکہون کا
مزے سے کرتے ہین نہگلو نہین کہیں ہونہین بسر
اڑاے پہرتے ہین وہ موٹرون کو اب فر فر
فقط ہین بزم مین لفاظیان ندیمون سے
مطالبات کو سنکر ہین اور غراتے
کسی کو مونڈ رہے ہین کسی کو بہکاتے
مٹا رہے ہین جفاکار درس گاہون کو
برائے نام چلے خدمت خلافت کو
قدم اوٹہے نہ مگر کعبہ کی زیارت کو
تو خاک پائین گے پہر اپنی قوم کے حقدار

"ملک نرکی کا فلان چیدہ چہڑا لیا ایسا ہو تو بتائین ؟ اور دوسرون پر منہہ آئین۔

کہ ہم نے تو صیغ چلا کر دین گنوا کر انگل بھر جہاد بھی لی اور تم نے کیا کیا ؟

(۱۱) قرآن کریم کا یہ ارشاد۔ وَلَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط (ترجمہ) جسے اللہ اور قیامت پر ایمان ہے وہ اللہ اور رسولؐ کے کسی مخالف سے دوستی نہ کرے گا۔ اگرچہ اوس کا باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا عزیز۔ (ایمان سے کہنا) "کیا یہ آیت کریمہ خاص نصارے کے بارے مین نازل ہوئی ہے" ؟ (یا اس کا اطلاق ہر ایک کفار و مرتد و ملحد و زندیق و فاسق و فاجر و بدعتی یا مشرک سب پر ہو سکتا ہے یا نہیں ؟) کیا ہنود اللہ و رسولؐ کے مخالف نہیں ؟ یا آیت مین اون کا استثناء ہے ؟ جب کچھ نہیں تو ان تینون فرقون سے آجکل گہرا وداد و گاڑہا اتحاد منارہے ہیں۔ کیا قرآن سچا نہیں ہے ؟ یا انہیں اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں ؟۔

(۱۲) قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ط تک" (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ کیونکہ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہیں رکھتے۔ تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں۔ واقعی بغض اون کے منہہ سے بے اختیار ظاہر ہو جاتا ہے اور جس قدر اون کے دلون مین ہے وہ تو بہت کچھہ ہے۔ چنانچہ ہم علامات عداوت کے تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو" (اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کسی غیر مسلم کو اس طرح کا دوست بنانا جس سے وہ ہمراز و صلاح کار اور مشیر بن سکے مسلمانون کو منع ہے چنانچہ روح المعانی مین حضرت حسن رضہ کا تائید کرنا ایک حدیث کی بروایت بیہقی

مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت ہیں آئی ہے۔ اسی آیت سے منقول ہے اور تفسیر کبیر ہیں حضرت عمر رض کا انکار فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے۔ شان نزول اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ بعض صحابہ بدستور سابق یہود سے رشتہ داری اور ہمسائیگی کی وجہ سے میل جول رکھتے تھے اور انہیں اپنا رازدار سمجھتے تھے تو اون کو اس سے منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱ (از لباب المنقول) جب یہود ونصاریٰ کو اپنا رازدار بنانے کی ممانعت آچکی ہے تو مشرکین و ہنود سے کیسے تمدنی اتحاد و استعانت دینی مقصود کے حصول کے لئے کیونکر شرعًا جائز ہو سکتا ہے؟ جس کے جواز ہیں جمعیۃ العلماء ہند نے سورۂ ممتحنہ کی اوس آیت کو پیش کیا ہے۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ جس ہیں خدا تعالیٰ اون کفار کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا۔ جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا نہ تم سے مذہبی جنگ کی۔ اور آنحضرت صلعم کا غزوات خیبر و حنین ہیں یہودیوں اور مشرکوں سے مدد لینا بیان کر کے اپنی گاندھرم کی تائید کر رہے ہیں۔ آگے چل کر ہم ثابت کر دیں گے کہ وہ بات اور تھی اور یہ موجودہ شورش اور ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند نے اگر اس آیت کا شان نزول ہی لکھہ دیا ہوتا جس کی رو سے مشرکین و ہنود سے تمدنی اتحاد و استعانت یعنی شرعًا واجب بتایا ہے۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے شان نزول ہی اوس آیت کا یہاں لکھہ دیتے ہیں:- لَا یَنۡهٰكُمُ الخ۔ مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض کی بیوی قتیلہ جو ابھی مشرکہ تھی اور حضرت صدیق اکبر رض اسے پہلے ہی طلاق دے چکے تھے ایک مرتبہ کچھہ تحفہ تحائف لیکر اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رض کے پاس آئی۔ حضرت اسماء نے اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رض کے پاس کہلا بھیجا کہ حضرت رسول خدا صلعم سے مسئلہ دریافت

کرو کہ مشرکہ کا تحفہ قبول کرنا جایز ہے یا نہین ؟ اور جھکو مشرکہ ماں کے ساتھ کسی قسم کا سلوک کرنا درست ہے یا منع - اوس وقت یہ آیت نازل ہوی کہ جو تم سے لڑے نہین اور نہ تم کو اونہون نے جلاوطن کیا اور نہ جلاوطن کرنے پر تمہارے مخالفون کی مدد کی اون کے ساتھ قرابت داری کے باعث کچھہ سلوک کرنیمین مضایقہ نہین !

ابن عباس رضہ کہتے ہین کہ قبیلۂ بنی خزاعہ کے بارے مین یہ آیت نازل ہوی جنہون نے آنحضرت صلعم سے عہد کر لیا تھا کہ ہم آپ پر چڑھائی نہ کرینگے - نہ آپ کے بر خلاف کسی کو مدد دین گے بجز کوئی واقع ہو - (تفسیر حقانی صفحہ ۸۱)

"اب اس معاملہ مین مدعیان ترک موالات نے جو مشرکین کا دامن پکڑا ہے اور اون سے خیر خواہی کی امید رکھی ہے (ایمان سے کہنا) اب یہ سچے ہین یا قرآن سچا کہ وہ (یعنے مشرکین یا غیر مسلم) تمہاری بد خواہی مین ہرگز کوتاہی نہ کرین گے پھر اون کا دامن تھامنا قرآن کریم کی تکذیب ہے یا نہین - بینوا وتوجروا -" (یہ آیت کریمہ نے جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین متفقہ فتوے جمعیتہ العلما ہند کے نمبر ۵ اور ۶ کی تکذیب کرا دی ہے) "بد نصیبی اوس ناواقف کی جو خود تیر نہ سکے اور گائی کی پیٹہہ چھوڑ کر بھینسے کی دم کا سہارا لے - بھینسا اوسے دھوکا دیگا - اور یقیناً گہرے پانی مین ڈبو کر رہیگا -

(۱۳) مسلمانون ہم تم کو قرآن کریم کی تصدیق دکھاتے ہین اور بتاتے ہین کہ اس موجودہ شورش کا اصلی مدعا اور اندرونی راز ہندوؤن کا کیا ہے - سنو غور سے سنو ! دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتین چاہتا ہے :-

اول - اپنے دشمن کی موت جس مین جھگڑا ہی ختم ہو -

دوم - یہ نہ ہو تو اوس کی جلاوطنی کہ وہ اپنے پاس نہ رہے اور اپنے ملک سے صورت کالی کرے -

سوم۔ اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اوس کو عاجز و ناچار بناکر چہوڑ دے ۱ ہمارے دشمنوں نے ہم پر یہ تینوں مدارج طے کر دئے " اور ان دشمنانِ دین اور پیروانِ مشرکین کی آنکہیں ابہی نہیں کہلتی ہین بلکہ اون کی نصیحتوں کو اپنی خیر خواہی سمجھتے ہین۔ علاؤن کے فتوے شایع کرواکر عوام کو مغالطہ مین ڈال رہے ہین کہ اس مین اس قدر علاؤن کی دستخطین ہین دیکہہ لو۔

کیا تم بہول گئے اور لکہنو کے اون اشتہارات کو دل سے بہلا دئے۔ جس مین جہاد کے اشارے ہوے۔ اس کا کہلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا اور اپنے آباواجداد کے ملک سے اپنی بی بیوں۔ بہو بیٹیوں کو بیوہ بناکر دشمنانِ دین کے حوالے کرکے عاقبت کی طرف جانا تہا۔ (۲) جب اس سے بہی مایوسی ہوی تو یاروں نے ہجرت کا ہرا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں۔ اور یہ سارا ملک ہماری کبڈیاں کہیلنے کو رہ جائے۔ اور یہ مسلمان اپنی جائیدادین کوڑیوں کے مول بیچ کر یا یوں ہی چہوڑ کر ہندوستان سے چلے جائین۔ بہرحال اون کے املاک۔ اون کے مساجد و مزارات اولیاء ہماری پائمالی کو رہ جائین۔ اور ہم اپنے اصلی مطلب کے راز کو حاصل کرلین گے۔

(۳) جب اس بازی مین بہی وہ ہار گئے اور اون کا مقصد دلی جیساکہ وہ چاہتے تہے بر نہ آیا تو " ترک موالات کا جہوٹا حیلہ کرکے ترک تعلقات پر اوبہار رہے ہین کہ میاں نوکریاں چہوڑ دو۔ کسی کونسل کے ممبر نہ بنو۔ کسی کمیٹی مین داخل نہ ہو۔ سرکار کو مالگذاری یعنے ٹیکس وغیرہ نہ دو۔ خطابات واپس کردو " امر آخر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بہی کسی مسلمان کے پاس نہ رہے۔ اور پہلی تین باتین اس لئے بتائی گئین کہ جب مسلمان اون سے چکے ہین آکر نوکریاں اور کونسلوں مین جانا چہوڑ دین گے تو

ہر صیغہ اور ہر محکمہ مین صرف ہنود ہی ہنود رہ جائین گے!
اس وقت کسی محکمہ یا کونسل مین۔ یا کسی کمیٹی یا مجلس ہی مین دیکھہ لو جہان
ہنود کا غلبہ رہتا ہے وہان حقوق اسلام پر جو گذرتی ہے اظہر من الشمس ہے۔
جب تنہا وہی رہ جاوینگے تو اوس وقت کا اندازہ تم خود ہی اپنے گریبان
مین منہہ ڈال کر دیکھہ لو۔
مال گذاری یا ٹیکس وغیرہ کے نہ دینے پر کیا گورنمنٹ خاموش رہے گی؟
ہرگز نہین! اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ضبطیان ہون گی۔ اور تمہاری املاک و جایداد
نیلام ہون گی۔ اوس وقت ہندو بخوشی خریدین گے! نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان
عاجز و ناچار ہوکر "قلی مزدوری کرین گے" یا مطابق مسٹر گاندہی کے حکم کے
چرخہ کات کر گھون۔ گھون۔ کرتے رہین گے۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔
کیا تم بھول گئے۔ گذشتہ الیکشن مین ہی ہندوؤن نے تم سے بازی جیت لی۔
آؤ ہم تمہین سمجھاتے ہین۔ سوچو غور کرو کہ خداوند کریم کا ارشاد کہ وہ تمہاری
بدخواہی مین ہرگز کوتاہی نہ کرین گے۔ کہان تک پورا ہوچکا ہے۔ مسلمان مشرکین
اور پیروانِ مشرکین کے چکمے مین آکر اپنے کو مقامی صوبون کی کونسلون سے علیحدہ
کرلیا خود بھی نہ گئے اور لایق آدمیون کو بھی روکا۔ فتوے نکالے۔ برا بھلا کہا۔
بے عزت بھی کئے۔ اون کی جگہہ مین کون مسلمان گئے۔ بقول اخبارات۔ حلوائی!
حجام!! گاڑیبان!!! یا ایسے مسلمان جن کو تم جی حضوریون مین شمار کرکے قومی مجرم
کا خطاب دے چکے ہو! ادہر ہندوؤن کو دیکھئے۔ مانا کہ پنڈت مالوی جی اور
دو ایک مثل اون کے تم کو دکھانے کے لئے کونسلون مین نہ گئے۔ مگر اپنے بیٹے بھائیون
کو روانہ کردیا۔ ایک پنڈت مالوی یا راگھوا چاریہ کے کونسل مین نہ جانے سے ہندوؤن
کا کچھہ نہین بگڑا۔ اون مین ایک سے ایک لایق و فایق ہے۔ اون کی جگہہ سب ایسے

ہندو داخل ہوگئے کہ کسی کو اعتراض کرنے کی گنجایش ہی نہ ملی - نہ کسی اخبار نے ہندوؤں کی نسبت یہ لکھا کہ فلان ہندو حلوائی - یا حجام - یا گاڑی بان ممبر بنایا گیا ہے -

یہ بھی یاروں کی چال تھی کہ تم کو بدنام کرنا تھا اور تمہاری قوم کو ذلیل کرنا تھا کہ مسلمانوں مین کوئی ان کے سوا لایق ہی نہین ہے - وہ ایک حد تک اس بازی مین کامیاب ہوگئے - جس کو تم نے پیروان مشرکین کے فتاوؤں پر اعتماد کر کے اس بازی کو ہار گئے -

مذہبی مداخلت

مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ ۲۶ فروری کو منعقد ہوا - جس مین حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوے :-

(۱) یہ عام جلسہ کونسل آف اسٹیٹ مین رزولیوشن متعلق انسداد گاؤکشی بذریعہ قانون کے خلاف نہایت سختی سے اظہار ناراضی کرتا ہے - اس رزولیوشن سے یقیناً مسلمانانِ ہند کے جذبات مذہبی کو صدمہ پہونچیگا - اس لئے ہز اکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل کو مطلع کرتا ہے کہ مقدس مذہب اسلام مین اس قسم کی دخل اندازی ناقابل برداشت ہے - اور ہز اکسلنسی سے درخواست کرتا ہے کہ ایسی سفارشات کو مسترد کردین -

(۲) یہ جلسہ عام میونسپل کمشنران لاہور - لکھنوٴ اور کلکتہ کی اس کارروائی پر اظہار ناراضگی کرتا ہے کہ اونھون نے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے کہ بذریعہ قانون گاؤکشی موقوف کی جائے - اون کی اس مذہبی دخل اندازی کے خلاف سخت اظہار ناراضگی کرتا ہے - اور گورنر جنرل باجلاس کونسل اور دیگر

گورنروانِ صوبجات ہند سے درخواست کرتا ہے کہ ایسی درخواست کو مسترد کرے
(کیا یہ مذہبی مداخلت نہیں ہے؟ دیکھا تم نے ہندوؤں کی خیرخواہی
جنکو تم اپنا رازدار اور رہنما بنانتے ہو جن کی شان مین خداوندکریم نے تم کو
ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جس آیت کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین)
دُور کیون جاتے ہو تمہارے ملک ہی کے ایک لایق فرد یعقوب حسن
سیٹھ صاحب ہی کو دیکھہ لو۔ اور اون کے مقابلہ مین۔ آر۔ سی۔ داس
ہندو لیڈر کو دیکھو کہ اول الذکر نے عدول حکمی کر کے سزایاب ہوگئے۔ اور
آخر الذکر نے اپنی دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے حکم کی تعمیل کی۔
یہ ہے ہماری معاملہ فہمی اور دور بینی۔ ہم جیل مین جا کر مبارکبادیان حاصل
کرتے ہین۔ ہندو صاحبان اپنی چالاکی و معاملہ فہمی سے آزاد رہکر بھی ملک اور
رعایا کی طرف سے مستحق مبارکباد ہو رہے ہین۔
ہندوؤن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت مین پڑے ہو۔ قلیون کا کام کرو۔ یا
زیادہ سے زیادہ جس وقت گورنمنٹ انگلستان تم کو حکومت خود اختیاری عطا
کردے گی۔ تب تمہارے لئے وہی چپراسی۔ اور پوسٹ پیونی یا زیادہ سے
زیادہ معمولی منشی گری رکھی ہوئی ہے۔ " والعیاذ باللہ تعالےٰ "
ظاہر ہے کہ اوبہارنے والے کو نہ حلت وحرمت سے بحث نہ وہ جدید معاملت
مثل نوکری وغیرہ مسلم سے ہو یا کافر سے بشرطیکہ مرتد نہ ہو۔ اس مین سے جو
حرام ہے وہ ہمیشہ سے حرام تھی اور جو حلال ہے اب بھی حلال ہے۔ حلال کا
فعل وترک فی نفسہ شرعًا واجب نہین " (کذا فی التفاسیر)
" کالجون اور مدرسون کی امدادین چھڑائی جاتی ہین۔ مگر ریل۔ تار۔
ڈاک۔ موٹرین وغیرہ نہین چھوڑتے! کیا یہ گورنمنٹ سے معاملت نہین؟

جس کے سبب لاکھوں روپیے روزانہ خزانہ مین داخل ہوتے ہین !! تو اس پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ۔ ریل۔ تار۔ ڈاک۔ صیغۂ آب رسانی وغیرہ تو ہمارے ہی روپیوں سے ہین !! سبحان اللہ۔ صیغۂ تعلیم کو جو امداد دی جاتی ہے کیا وہ روپیہ انگلستان سے آتا ہے ؟ وہ بھی تو اسی ملک کا اور تمہارا دیا ہوا ہے لیکن تمہارے رہنماؤن نے تم کو اولٹی منطق پڑھا رکھی ہے کہ جس سے بائیکاٹ کرو۔ اپنے روپیہ سے اوسے نفع پہونچانا حلال۔ مگر اپنے روپیہ سے خود نفع اوٹھانا حرام !! یہ تو بتلائیے کہ اس مین انگریزون کو کیا نقصان پہونچے گا۔ بلکہ خود اس مین اپنا ہی ضرر کرین گے۔ این ہم بر علم وہ بتائین کہ ترکون کو اس سے یہ فایدہ پہونچے گا۔ انگریز اون سے زمین لے سکتے تھے مگر اون کا دین نہ لے سکتے تھے۔ یہان مسلمانون نے ہندوؤن کے بہرے مین آکر اپنے ایمانون ہندوؤن پر تصدق کیا۔ رہی دنیا اوس کی خرابی کے یہ لچھن ہین۔ غرض خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْن۔ ہوے یا نہین دیکھی تم نے خیر خواہی مشرکین کی !!

ہنود کی امداد سے ترکون کا ملک یا جزیرۃ العرب کا واپس مل جانا ہوس خام بلکہ پکا جنون ہے۔ ہم قرآن کریم کی آیتین سنا چکے۔ اگر ایمان رکھتے ہو تو سنو ! اللہ تعالیٰ فرما چکا کہ ہم نے نشانیان صاف بتا دین اگر تم مین عقل ہو۔ مگر یہ تو فرمائین ملک ترک یا جزیرۃ العرب اون کے گھر کی جاگیر یا باپ دادا کی میراث تو نہین۔ اسلام ہی کے سبب سے تو اوس سے علاقہ ہے۔ جب اسلام ہی کھو بیٹھے اس سے تعلق کیا رہا !!

ہم تو اپنے خیال مین متفقہ جمعیۃ العلماء ہند کے فتوے کا پورا جواب دے چکے ہین۔ شاید مدعیان ترک موالات کو مولوی ابوالکلام آزاد کے رسالہ

خلافت پر اگر ناز ہے تو۔ ہم اوس رسالہ کی نسبت صرف مولانا مولوی قاضی
سراج الدین احمد صاحب بارسٹرایٹ لا کی رائے لکھ کر پیش کرتے ہین۔
جس سے ناظرین خود نتیجہ نکال لین۔ ”یہ رسالہ اونہون نے ہندوستان
مین اشتعال پیدا کرنے اور مسلمانون کے دلون مین سلطنت کی طرف سے
بدگمانی پیدا کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ اور اس کو تمام تر محض لفاظی پر
مبنی کیا ہے۔ اگر مولوی صاحب کو اپنی معرکہ آرائی الفاظ پر ناز ہو تو وہ بالکل
بجا ہوگا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہون کہ اس سے وہ ہر ایک شخص کو مرعوب کرینگے
یا عبارت آرائی سے حقیقت حال کو چھپا سکین گے تو یہ ان کا خیال غلط ہے۔
انہون نے اپنے اس رسالہ مین اخفاے واقعات تاریخی۔ بےحد مبالغہ اور
تاریخی واقعات کے متعلق غلط بیانی کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کیا۔ ایسی
تحریر کا جواب دینے کی کوشش کرنا محض وقت کو ضایع کرنا ہے۔“
اس پر بھی اگر مولوی آزاد صاحب کے رسالہ خلافت کا مفصل جواب
دیکھنا ہو تو رسالہ حقیقت خلافت کو دیکھ لو۔

(۵) غیر مسلم کی اقتداء

کیا تم کو یہ نظر نہین آتا کہ تم اس صحیح راستہ کو ترک کر کے کہان دھکے کھاتے پھرتے
ہو۔ اول تو تمام علماء و فضلا کو چھوڑ کر ایک غیر مسلم کو تم نے اپنا پیشوا بنا لیا۔
کیا اسلام اس حد تک گر گیا ہے کہ اس کے ماننے والون مین سے ایک روح
بھی اس قابلیت کی نہین ہے کہ تم کو اس موجودہ شورش اور فتنہ سے
بچا دے؟ اور تمہاری کشتی کو بھنور سے نکال کر کامیابی کے کنارے
تک پہونچا دے؟

تم مسٹر گاندھی کی اقتداء بھی تو پورے طور سے نہیں کرتے ہو - کیا تم نے نصائح مسٹر گاندھی کو نہیں دیکھا ؟ اور اونہیں کے اخبار ینگ انڈیا میں نہیں پڑھا ؟ لو ہم تمہیں اونہیں کے چند نصائح کا اقتباس سناتے ہیں - غالبًا تم نے ان باتوں کو سنا تو ہوگا - مگر عمل نہیں کرتے ہوں گے -

پہلے ہم جو مضمون کہ اگلے صفحوں میں بیان کر چکے ہیں - جس میں خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ مشرکین کو اپنا رازدار مت بناؤ - اسی کو گاندھی جی کی تقریر سے ثابت کرتے ہیں جو انہوں نے مقام لکھنو اودھ کانفرنس میں کی تھی جس کو ۲۶ مارچ کے ہمدم سے ہم نقل کرتے ہیں - گاندھی جی نے صرف دو باتوں پر زیادہ تر توجہ دلائی ہے :-

(۱) مقامی تعلیم میں زیادہ وقت صرف کرنے کی بجائے لڑکوں سے اگر ممکن ہو تو دو گھنٹے کی بجائے چار گھنٹے چرخے چلوائے جائیں - اور استاد خود چرخہ کاتنا سیکھ کر اپنے شاگردوں کو یہ کام سکھائیں -

(۲) لڑکوں کی تربیت اخلاق پر زیادہ زور دیا جائے - سوراج حاصل کرنے کی پہلی شرط - جب تک ہندو - مسلمان - سکھ - پارسی اور عیسائی وغیرہ یہ نہ مانیں کہ ہم سب آپس میں بھائی ہیں - اور ہم سب کا یہ ملک ہے - اور سب کو ایک ساتھ مرنا یا زندہ رہنا ہے - اوس وقت تک آپ سوراجیہ حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے - پس جب تک ہندو اور دیگر فرقوں کے لوگ اپنے (۷ کروڑ) مسلمان بھائیوں کے دلوں کو رام نہ کر لیں گے اُسوقت تک ہندوستان کا آزاد کرنا ناممکن ہے - اسیھی لئے میں نے خلافت کے مسئلہ میں اپنے کو ڈالا -

اور پنڈت دیورتن صاحب شرما نے مراد آباد خلافت کمیٹی کے اجلاس

مین ۲۶ فروری کو تقریر کرتے ہوے یون کہا تہا - ۲۱ کروڑ ہندوؤن کے لئے سوراج حاصل کرنا قطعی ناممکن ہے - اگر وہ اپنے ۶ کروڑ مسلمان بہائیون کا ساتہ نہ دین گے - اونہون نے ہندو مسلم اتحاد پر تبصرہ کرتے ہوے مراد آباد کے باشندون پر اظہار افسوس فرمایا وہ اب تک اتفاق واتحاد کے راستہ سے کوسون دور ہین -

"۱۷ اکتوبر ۱۹۱۹ع کو اسی **خلافت** کے مسئلہ سے ترک موالات کی پیدایش ہوی - مین مسئلہ خلافت کے واسطے اپنی گردن تک کو بہی دینا چاہتا ہون" (جی ہان بہت سچ کہا - دل مین ہے عشق بتان ظاہر مین قرآن دربغل) "کچہ روز بعد خلافت مین سوراجیہ اور پنجاب کے ساتہ انصاف ہونے کے مطالبات بہی شامل کرلئے گئے - مین نے آپ سے کہہ دیا تہا کہ خلافتہ مین کوئی دوسری چیز داخل کرنے کی ضرورت نہین - مگر جب معلوم ہوا کہ پنجاب کے معاملہ مین انصاف ملنے والا نہین ہے تو اسکو اور اسپیشل کانگریس کلکتہ کے وقت سے سوراجیہ کو بہی شامل کرلیا گیا - مگر اس کی جڑ خلافت ہی مین تہی - اور اب تک ہے - جب تک ۷ کروڑ مسلمان ہندوستان کو اپنا وطن کہتے ہوے شرماتے تہے اوس وقت تک سرکار اپنی قوت سے ہندو مسلمانون کو الگ رکہہ سکتی تہی - اور ایسی حالت مین سوراجیہ کی کوئی تحریک ناممکن تہی" (اس ہی لئے تو جناب نے خلافت کی جڑ مین مسلمانون کو ساتہ لے کر ۷ کروڑ مسلمانان ہند کی قوت سے ۲۲ کروڑ ہندوؤن کا مطلب نکالنا چاہا ہے) "مگر جب خلافت کی آفت مسلمانون پر پڑی تو اونہون نے سوچا کہ ہمین کچہ نہ کچہ کرنا چاہئیے - اوسی وقت ہندوؤن کے لئے بہی ایک فرض پیدا ہوا کہ وہ مسلمانون کو اس مین

مدد دین،، اگر نہ دینگے تو سوراجیہ کا ملنا ناممکن ہے،، (گاندھی جی کے نزدیک اگر سوراجیہ مل سکتا ہے تو وہ صرف مسلمانون کی ہی مدد سے مل سکتا ہے ورنہ ہرگز ممکن نہین) "پس اگر خلافت کی بات کو لیجئے تو سوراجیہ اسی مین پڑا ہے۔ اور اگر پنجاب کے معاملہ کو لیجئے تو سوراجیہ اسی مین شامل ہے۔ جب ہندوستان مین پیدا ہونے والے مسلمان اپنے مذہب پر قایم رہکر اور اوس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوے ہی اس ملک کو اپنا وطن مانتے ہین تو اوس روز سوراجیہ کی طاقت ہم مین آگئی،، (گاندھی جی جب ۷ کروڑ مسلمانون کا بیڑا اوٹھائے ہوے ہین تو کیا اونہین اب تک یہ بات کا ہی علم نہین کہ مسلمانان ہند اپنے پیدایشی ملک کو اپنا وطن نہین مانتے؟ اس ہی لئے شاید چند مسلمان اون کے اصلی وطن افغانستان کی طرف ہجرت کر گئے تہے۔ جب اون کو افغانستان جاکر وہان کی آب وہوا سے معلوم ہو گیا کہ ہمین دہوکا دیا گیا تو پہر وہ اپنے پیدایشی وطن کو واپس آگئے) "صرف ہمارا اپنے دلون مین ٹہان لینا ہے اور آٹہ مہینے مین سوراجیہ ملنے کے یہی معنے ہین کہ اس وقت تک ہم اپنے دلون کو اس پر قایم کرلینگے،، (نہ کہ اکتوبر تک ہندوستان پر ہمارا قبضہ یا تصرف ہوجائیگا) " اگرچہ وکیل اپنی وکالت۔ اور خطاب یافتہ اپنے خطابات نہین چھوڑتے ہین تو اون کو مبارک،، (ایسا نہ کہئے اس سے تو متفقہ فتوے جمعیۃ العلماء ہند کی تکذیب ہوگی اور شریف اسلامی بچون کا ایک کہیل معلوم ہوگا) "مگر جب ۳۰ کروڑ آدمی یہ پختہ ارادہ کرلینگے تو پہر سوراجیہ کو کوئی ہم سے نہین روک سکتا۔ بیشک اس مضبوط ارادہ کی بدولت ماہ اکتوبر سے پہلے سوراجیہ مل سکیگا،، خلافت کے مسئلہ کو طے کیا جاسکیگا۔ پنجاب کا انصاف حاصل ہوسکیگا۔ اب لوگ خواہ وکالت و خطابات کو چہوڑین

یا نہ چھوڑیں۔ سرکاری و امدادی مدارس کو ترک کریں یا نہ کریں۔ لیکن اب
اِن چیزوں کی کوئی وقعت نہ رہی" (ہاں جناب اب وقعت کیسے رہتی
جب آپ کی اور آپ کے ہم نواؤں کی شور و پکار ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء سے
بلکہ آج تک کی لگاتار کوششوں سے ۵ ہزار خطاب یافتہ ہندو مسلمانوں
سے کل ۱۲ آدمی اور کئے ہزار وکیل و مختاروں سے صرف ۲۵ وکالت پیشہ
اصحاب نے اپنا خطاب و پیشہ ترک کیا اور باقیوں نے اپنی عقل بجا رکھ کر
آپ کی مشن میں شریک نہ ہوئے بلکہ مخالفت کی) "آپ کسی اور کو تکلیف
نہ دیں۔ آپ انگریزوں کو اپنا دشمن نہ سمجھیں" (آپ تو یوں کہتے ہیں
کہ انگریزوں کو دشمن نہ سمجھو۔ مگر ہمارے نابینا علماؤں نے تو اپنے متفقہ
فتوے میں انگریزوں کو صرف دشمن ہی نہیں بلکہ دشمن اسلام کہتے ہیں۔
عوام کیا آپ کی سنیں گے یا اپنے علماؤں کا حکم مانیں گے) "البتہ یہ بتا دیں
کہ اون کا طریق عمل آپ کو پسند نہیں۔ تقریر کے آخری حصہ میں ولایتی
کپڑوں کو بائیکاٹ کرنے کی بہت زور سے تاکید کرتے ہیں۔ (ہمدم ۱۸ مارچ
یکشنبہ) "کسی اور مقام میں مسٹر گاندھی یوں کہتے ہیں کہ "یقیناً حامیان
ترک موالات کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اون لوگوں کے" "خلاف
جو اون سے اس معاملہ میں (یعنے ترک معاملات میں) متفق نہیں ہیں تو اتنا
زبردست دباؤ نہ ڈالیں۔ بے صبری اور غیر مستقل مزاجی سے اس بڑی مذہبی
تحریک کو صدمہ پہونچے گا۔ ہم۔ لوگوں پر جبر اور تشدد کر کے پاک و صاف نہیں
کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم کسی کو جبر و تشدد کر کے انہیں ہماری رائے کے تسلیم
کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ طرز عمل یقیناً اُس اُصول جمہوریت کے خلاف
ہے۔ جو ہم اون لوگوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر گاندہی کی نصیحت سکھوں کی نظر میں

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ ننکانہ صاحب کے ہولناک حادثہ قتل کے بعد۔ جب مسٹر گاندہی پنجاب تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے اس واقعہ پر اپنے انتہائی رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوئے سکھوں کو یہ نصیحت کی تہی کہ وہ قاتلوں کے خلاف کوئی قانونی مواخذہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ خود انہی کے ہم وطن اور ہم مذہب بہائی ہیں۔ مہاتماجی کی اس نصیحت پر رائے زنی کرتے ہوئے لاہور کا سکھ اخبار "سکھ" اسطرح رائے زنی کرتا ہے۔

مسٹر گاندہی کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ "گیتا" (ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتاب) کو بہت مانتے ہیں۔ لیکن مہاتماجی کی یہ نصیحت لارڈ کرشن کے اس وعظ و پند سے کسقدر متضاد ہے۔ جو آخرالذکر نے ارجن کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تہا۔ مہاتماجی اجن پر ہمیں بہت کچہہ سہارا تہا اور ہم سمجہتے تہے کہ وہ اس حادثہ کی پوری تحقیقات کریں گے۔ انہوں نے تمام واقعات کی اصلیت کو تسلیم کر لینے کے باوجود یہ نصیحت کی ہے کہ ہم اس واقعہ کو بہول جائیں۔ اور قاتلوں کے اس فعل کو معاف کردیں۔ اور یہ اس لئے کہ قاتل ہندوستانی ہیں۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ اگر قاتل اجنبی ہوتے یعنی انگریز یا یورپین ہوتے تو وہ ہم کو ایسی نصیحت نہ کرتے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس وقت جو وہ اڈوائر ڈایر اور دیگر انگریزوں کے خلاف انصاف کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ مساوات کے اصول پر مبنی نہیں ہے۔ ایک ہندوستانی اگر ڈایر سے بہی زیادہ وحشیانہ حرکات کرے تو وہ معاف کردیا جائے۔ کیونکہ وہ ہندوستانی ہے۔ پس اگر مہاتماجی کے سوراج کا یہ مطلب ہے (جس کی وہ بڑے جوش و خروش سے اشاعت کر رہے ہیں)

کہ دو سو معصوم جانون کے وحشیانہ قتل پر بہی ہم قانون کو کوئی سزا نہ دین تو جس قدر جلد ہم ایسی تحریک کو دور ہی سے سلام کرلین وہی ہمارے لئے اچہا ہے۔ کم از کم ایک سکہہ کا دماغ اس نصیحت کو قبول نہین کر سکتا۔ اب سکہہ بہی بدلنے لگے۔ اور مسلمان دیکہین کب تک مسٹر گاندہی کا ساتہہ دیتے ہین۔ (از ہمدم)

ہڑتال کی نسبت مسٹر گاندہی یہ کہتے ہین کہ (۱) ہڑتال کا سبب جایز و منصفانہ ہونا چاہیئے۔ (۲) ہڑتالیون مین عملی یکجہتی اور اتفاق ہونا چاہیئے۔ (۳) جو لوگ ہڑتال مین حصہ نہ لین اون کے خلاف کسی قسم کے تشدد کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ (مگر بنگلور مین تو ہم نے اپنی آنکہون سے مدعیان ترک موالات کو دوکان دوکان پہر کر لوگون کی منت کرتے ہوے دیکہا ہے کہ دوکانین بند کرو اور بسا اوقات سختی بہی کرتے ہوے دیکہا ہے)

سوشیل بائیکاٹ

اس عنوان سے مسٹر گاندہی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا مین یون تحریر کرتے ہین۔ " یہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو بہت موثر طریقہ پر استعمال کیجا سکتی ہے۔ لیکن جب اختلاف آراء ہو۔ جیساکہ ترک موالات کے معاملہ مین آجکل ہو رہا ہے۔ اور جب کہ اس کا جدید نفاذ ایک امتحانی حالت مین ہے۔ (مسٹر گاندہی موجودہ حالت کو ایک امتحانی حالت کہہ رہے ہین) اوس وقت قلیل تعداد کو کثیر تعداد کی مرضی و رائے کے سامنے جہکنے پر مجبور کرنے کے لئے سوشیل بائیکاٹ ناقابل معافی جبر و تشدد کی ایک مثال ہے۔ اگر اس بائیکاٹ کے قایم رکہنے پر زور دیا گیا تو اس سے اُس تحریک کو نقصان پہونچنے

کا امکان ہے۔ سوشیل بائیکاٹ اوسی وقت قابل نفاذ اور مفید ہو سکتا ہے جب کہ یہ ایک سزا کے طور پہ نہ سمجھا جائے۔ اور بائیکاٹ کیا جانے والا شخص اسے محض ایک انتظامی و اصولی کارروائی خیال کرے۔ اس کے علاوہ اگر ترک موالات کے بغیر تشدد آمیز پروگرام میں سوشیل بائیکاٹ کا عنصر داخل کیا جائے تو اس کا استعمال کبھی انسانیت سے تجاوز کر کے نہیں کرنا چاہیئے۔ اوس کو مہذب بنانا چاہیئے۔ اور جس شخص اور جماعت کے خلاف اس کا استعمال کیا جا رہا ہے اگر اوس کو اس سے تکلیف ہے تو جماعت استعمال کر رہی ہے اس کو ہی اس سے تکلیف ہونی چاہیئے"

صاجو یہاں سچ کہنا کہ نیگلور میں جن کو قومی مجرم کہا جاتا ہے اون کے ساتھ جو بائیکاٹ کیگئی ہے کیا وہ خلاف انسانیت نہیں ہے؟ اخلاقی و شرعی قانون کی رو سے کہاں تک جائز ہے۔ کیا یہ بات صدر خلافت وسکرٹری خلافت کی زبانی دو تین میت کے جنازوں میں آپ نے نہیں سنا؟ اور وارث میت سے کیا یہ سوال نہیں کیا گیا کہ "کیا تم نے کسی قومی مجرم کو تو مدعو نہیں کیا ہے۔ اگر مدعو کیا ہے تو ہم نماز جنازہ نہیں پڑہیں گے؟ کیا یہ غلط ہے پولس لین کی مسجد میں گذشتہ فروری کو ایک جنازے کے وارث کے ساتھ اور ماہ مارچ میں سیٹھوں کی مسجد میں دو میت والوں سے یہ سوال نہیں کیا گیا۔ خیر یہ تو نیگلور کی رہی۔ اب ہم آپ کو ایک اور داستان سنا کر اس سرخی کو ختم کرتے ہیں نیگلور میں جنازوں اور دعوتوں کا بائیکاٹ مسلمانوں میں ابھی تک جاری ہے۔

بہت سی سُن چکے بائیکاٹ کی تم داستان لیکن

بلیچ آباد کے میت کی بھی ایک داستان سُن لو

اخبار الفضل قادیان بحوالہ ظریف سہارن پور مورخہ ۱۷ فروری اپنی ۲۴ پرچہ

کی اشاعت میں یوں رقمطراز ہے کہ بلیح آباد میں ایک جنازہ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ اور وہاں کے مسلمانوں نے جنازے کے ہمراہ جانے سے صرف اس لئے انکار کر دیا کہ اس مردہ کا کفن ولایتی کپڑوں کا تھا۔ یہ کس شریعت کا حکم ہے کہ مردے کو بائیکاٹ کر دو۔ جس کو ولایتی کپڑوں کا کفن پہنایا ہو۔ مسلمانو سوچو اور ذرا سمجھو کہ دین کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے پڑنے سے کیسی حرکات تم سے سرزد ہو رہی ہیں۔

مسٹر سی۔ یف۔ اینڈروز مشہور ہمدرد ہند نے اخبار ینگ انڈیہ میں یوں لکھتے ہیں کہ " ترک موالات کی تحریک چونکہ جبر و تشدد کے بالکل ہی خلاف تھی اس لئے میں اس کی طرف راغب ہوا۔ اور اس نے مجھکو میرے شانتی نکنیتن کے گوشۂ تنہائی سے اس میں حصہ لینے کے لئے باہر نکالا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اب میرے لئے اس کا وقت آگیا ہے کہ میں اس قسم کے واقعات سے کھلم کھلا اپنی نفرت و حقارت کا اظہار کروں۔ اور اگر اس قسم کے واقعات کا سلسلہ قایم رہا تو میں اس تحریک میں کبھی پوری سرگرمی کے ساتھ حصہ نہیں لے سکتا۔

مفتیان منفقہ فتوے اس آیت کی رو سے گورنمنٹ سے کسی مدرسہ کے لئے امداد لینا حرام کہتے ہیں۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ الخ ترجمہ۔ اے نبی کفار و منافقین کے ساتھ جہاد اور سختی کرو۔ اس آیت میں تو کفار و منافقین کے ساتھ جہاد و سختی کا حکم دیا جاتا ہے۔ گرانٹ یا مدد لینے کی ممانعت کا اشارہ تک نہیں ہے۔ اور نیچے کی آیت سے آنریری بیجسٹریٹی اور اعزازی عہدے شرعاً حرام کہتے ہیں۔ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ؁ یعنے غیر شرعی فیصلہ کرنے والے ظالم ہیں :۔ نہ آیت کا حوالہ ہے نہ ترجمہ۔ یہ آیت سورۃ مائدہ کے ۷ دین

رکوع میں ہے۔ جس کا یہ ترجمہ ہے "اور جو کوئی نہ چلے اس حکم پر کہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہے" اس آیت میں آنریری مجسٹریٹ ہو یا پکی مجسٹریٹی یا منصفی یا ججی کسی کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے حکم پر نہ چلے وہ ظالم ہے خواہ وہ کوئی ہو۔ اصل پوری آیت وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ سے شروع ہو کر هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ پر ختم ہوتی ہے اوپر کے حصہ کو چھوڑ کر صرف اس ٹکڑے کو بتایا گیا ہے۔ آیت کا پورا ترجمہ یہ ہے۔ "اور ہم نے اس توریت میں ان پر یہ بات لکھ دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے ویسے ہی زخم اور جو کوئی اس کو معاف کر دے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے۔ اور جو کوئی نہ چلے اس حکم پر کہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہے" تفسیر حقانی کے صفحہ ۳۵ میں سورۂ مائدہ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توریت کی مدح فرما کر اس کے بعض احکام کا بیان یہود پر تعریضاً کرتا ہے کہ دیکھو تم ان احکام کے پابند نہیں۔ جس طرح یہود نے زنا کی سزا میں یہ کر رکھا تھا کہ غریب کو قتل کرتے تھے اور امیر یا ذی عزت کو صرف تشہیر کر کے چھوڑ دیتے تھے۔ اسی طرح قصاص کے بارے میں شریف کو غیر شریف کے بدلے میں قتل نہیں کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انصاف کا حکم فرماتا ہے۔ آجکل روئے زمین کی کسی سلطنت میں خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلمان۔ قرآنی فیصلہ کے موافق سزائیں نہیں دیجاتی ہیں۔ ترکی گورنمنٹ بھی اپنا قانون مثل اور یورپین سلطنتوں کے بنا رکھی ہے۔ قرآن میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا۔ زانی کی سزا سنگسار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس گورنمنٹ ترکی باوجود ایک زبردست اسلامی

سلطنت ہونے کے اور جس کا سلطان خلیفۃ المسلمین ہے قرآنی فیصلہ کا وہان بھی رواج نہین ہے تو کیا گورنمنٹ ترکی کے کل ملازمین خواہ وہ کوئی ہون اون پر ملازمت حرام ہے ؟ یا ایسی گورنمنٹ سے مدارس کے لئے امداد لینا حرام ہوسکتا ہے ؟ خدائے تعالیٰ اس آیت مین ہر ایک کے لئے انصاف کرنے کا حکم فرماتا ہے - نہ کہ مجسٹریٹی یا ججی یا وکالت پیشہ کو حرام فرمایا ہے ؟ ایک عیسائی گورنمنٹ کے مسلمان ملازمون کو اس آیت کی تحت مین ملازمت حرام ہے تو سلطنت ترکی کے مسلمانون پر اشد حرام ہوگی - اس لئے کہ وہ ایک خود مختار اسلامی سلطنت اور حنفی المذہب ہے - ورنہ اس آیت کی رو سے ملازمت خواہ کسی کی ہو حرام نہین ہوسکتی ہے بلکہ انصاف کرنا اللہ کا حکم ہے - پس اے مسلمانو انصاف کرو - انصاف سے مراد یہان پر وہی ہے - جو تمہاری گورنمنٹ کا قانون عملدرآمد ہے - خدائی قانون پر چلنے والی گورنمنٹ اس وقت صفحۂ ہستی پر بجز سلطنت خداداد افغانستان کے اور کوئی نظر نہیں آتی ہے - نہ ترکی سلطنت کا قانون قرآنی ہے نہ ایرانی گورنمنٹ نہ دوسری اسلامی ریاستین - یہ سب اپنے بنائے ہوئے قانون پر چلتے ہین - تو پھر خصوصیت سے گورنمنٹ ہندہی کے مسلمان ملازمون پر یہ مفتیون کی خاص نظر عنایت کیون ہو رہی ہے - اور وہ بھی کل تک جایز تہین - صرف حالات حاضرہ پر پھر وان مشرکین کے کہنے پر حرام ہوگئین - اگر سوراجیہ مل جاوے تو شاید پھر بھی یہ سب ملازمتین حلال ہو جائین گی - یا نہین تو جب مسلمان مفتیون کے فتوے پر عمل کرکے ساری ملازمتین ترک کر دینگے تو لازماً ہندو ساری ملازمتین اپنے ہاتھ لے لین گے - اوس وقت مسلمانون کو سوائے غلامی یا قلی مزدوری یا چرخہ کاتنے کے کوئی چیز اوس وقت بھی حلال نہ ہوگی - اگر یہی قانون اوس وقت بھی عملدرآمد رہے گا تو جو ملازمتین اس وقت حرام ہین

اوس وقت ہی حرام ہی ہونی چاہئیے۔ مسلمانون ذرا ہوش کرو دیکھو تمہارے لئے کیسا صاف راستہ متفقہ فتوے کے مفتیان بنارہے ہین۔

بنگلور کے ایک پرچہ نویس نے مخالفین ترک تعلقات کو مخاطب کرتے ہوے یون لکھا تھا :-

جس کا جی چاہے ہو یزید کے ساتھ ؛ ہم ہین اور دامن جناب حسین رضؓ

مگر آج ایک فتوے ہمارے پاس بریلی سے آیا ہے۔ اوس مین سے ایک مضمون نقل کرکے ناظرین کو سناتے ہین۔ "حضرت امام حسین رضؓ کا نام پاک لیتے ہوے شرم چاہئیے تھی۔ کیا امام تو امام اون کے غلام اون کے در کے کسی کتے نے معاذاللہ مشرکون سے مدد مانگی تھی؟ کیا کسی مشرک کا دامن تھاما تھا؟ کیا کسی مشرک کے پس رو بنے؟ کیا مشرکون کی جے پکاری؟ کیا مشرکون سے اتحاد گانٹھا؟ کیا مشرکون کے حلیف بنے؟ کیا اون کی خوشامد کے لئے شعار اسلام بند کرنے مین کوشان ہوے؟ کیا قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی وغیرہ وغیرہ شنایع کثیرہ ۷۲ تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم مین ۷۲ مسلمان ہی نہین۔ جب ۲۲ کروڑ مسلمان تمہارے ساتھ ہون گے اوس وقت تم مین ۷۲ مسلمانون کا عدد پورا ہو سکے گا۔ قرآن مجید کو پیٹھ دینے والو! کیون امام کا نام لیتے ہو۔ اسلام سے اولٹے چلنے والو!! کیون مسلمانون کو دہوکہ دیتے ہو۔ دہلی مین فتوے چھاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے۔ بے سروسامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذرا سی دہوپ سے بچنے کو گنگو پترون کی چھاؤن ڈہونڈہ رہے ہین۔ کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ راضی بہ غلبہ کفر و ذلت اسلام نہ ہوے۔ امام کا توکل اللہ پر تھا اور تمہارا اعتماد

اعداء اللہ پر۔ یقین جانو اللہ سچا اور اللہ کا کلام سچا ہے۔ مشرکین تمہاری بدخواہی مین کوتاہی نہ کرین گے۔ وہ جھوٹا فتوے اور یہ پوچ بہروسا۔ اور خادمان شرع پر اولٹا غصہ۔ اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو اسلام کے دائرے مین آؤ۔ تبدیل احکام الرحمٰن و اختراع احکام الشیطان سے ہاتہ اوٹھاؤ۔ مشرکین سے اتحاد توڑو۔ مرتدین کا ساتہ چھوڑو۔

لیڈران کین جلوہ در اسپیچ و لکچر می کنند
چون بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

خلاصۂ کلام۔ جس قدر ملازمتین۔ خطابات۔ وکالت پیشہ وغیرہ وغیرہ ہین وہ سب کو مفتیان فتوے نے از روئے قرآن فقط مسلمانون پہ شرعاً حرام کر دیا ہے اور ساری چیزین ہندو و مشرکین کے لئے حلال و جایز رکھدی ہین۔

ایک معمولی فہم کا انسان بہی اس متفقہ فتوے سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جب مسلمانون کو ساری چیزین حرام ہین تو جب سوراجیہ ملیگا اوس وقت بہی تو حرام ہی رہینگین۔ پہر کیا ضرورت ہے کہ سوراجیہ حاصل کرنے مین مشرکین کا ساتہ دین اور خود احکام خداوندی کے خلاف ورزی کرین۔ اب اہل کتاب ہمارے حاکم ہین۔ اوس وقت بت پرست اور مشرک ہمارے سردار بنین گے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اہل کتاب ہی ہمارے حاکم بنے رہین جو گذشتہ ڈیڑہ صدی سے حاکم رہے ہین۔ اس موقعہ پہ ہم نظم چہ تہاولی کا اقتباس ناظرین کے پیش کرتے ہین۔

شریعت اور ملت کو نہ کچھہ جانا نہ پہچانا	فقط ڈاڑہی بڑہا کر بنگئے مسٹر سے مولانا
جسے ہو علم دین بیشک وہی ہے عالم و دانا	بہلا ڈاڑہی بڑہانے سے کہین بنتے ہیں مولانا
ہوئی برباد ساری عمر تو یورپ کے فیشن میں	مگر غسل و تیمم کا طریقہ ہی نہ پہچانا

لگایا قشقہ پیشانی پہ اور زنار بھی پہنا — کیا اشنان گنگا کا بدل کر کفر کا بانا

وہ دو بولے کہ گونج اٹھے ہیں سب جسکے نعروں سے — اذاں کی جا بس باقی ہے اک ناقوس بجوانا

نہیں کچھ بھی ہے باقی فرق مندر اور مسجد میں — برابر ہو گیا ہے اب وہاں جانا یہاں آنا

ہوا ہے عشق انکو کفر اور اسلام دونوں سے — خدا کو بھی ہے خوش رکھنا بتوں کو بھی ہے سمجھانا

بنایا لیڈروں نے کیسا شیوہ بے حیائی کا — [illegible] قوم کی کہا جانا پھرا دیر سے [illegible]

ترانہ ہے خلافت کا کبھی خدام کعبہ کا — سنانے رہتے ہیں یہ قوم کو ہر دن نیا گانا

نہیں پروا ذرا بھی جنت کی انکو اور نہ دوزخ کی — انہوں نے جب سے گاندھی کو ہے اپنا پیشوا جانا

احادیث اور قرآں کو کیا قربان گاندھی پر — ہوئے ہیں قوم میں ایسے بھی پیدا عاقل و دانا

نہیں ہے عار انکو بلکہ فخر اپنا سمجھتے ہیں — جنازہ ہند و لیڈر کا اٹھانا پھول برسانا

کہاں ہے راز ہمارا قوم پر دام سیاست کا — نہیں آساں مسلمانوں کا اب پھندے میں پھنس جانا

اگر ہے شرم و غیرت کچھ بھی سمجھا دیں حساب اپنا — وگرنہ ایسے جینے سے کہیں بہتر ہے مر جانا

لگا کر ہیٹ بنتے تھے کبھی صاحب بہادر یہ — مگر اب دل کو بھایا ہے تلک ماتھے پہ چمکانا

کیا شیر و شکر ہے شرک اور توحید دونوں کو — ہے جنت کو بھی پر کرنا سقر کو بھی ہے دہکانا

بھلا ایسی جہالت اور حماقت کی بھی کچھ حد ہے — خوشامد میں سراسر کفر کرنا اسپہ اترانا

درِ توبہ کھلا ہے باز آؤ کفر سے اب بھی — کہے دیتے ہیں ہم اپنے کئے پر پھر نہ پچھتانا

دعائے نصرت اسلام ہر مسلم پہ واجب ہے — سوا اسکے نہیں ممکن ہے کچھ امداد پہونچانا

خدایا کیجیو مقہور بدخواہ خلافت کو — اور ان کو بھی جو اسکے نام سے کہلاتے ہیں نا مانا

صداقت سے ہے پر چونکہ ولی کا ہر سخن آیا — پھر اسکی بات سنکر تم نے کیوں اتنا برا مانا

خدا کو سونپ دو چرچا ولی ان کو کیوں غم میں گھلتے ہو
نہیں سمجھینگے وہ ہرگز عبث ہے ان سمجھانا

علم کی فضیلت

فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور یہ بھی فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ہو۔ پس علم ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ اور اس بارے میں بیس سے زیادہ فرقے ہو گئے ہیں۔ ہم سب کی تفصیل بیان نہیں لکھ سکتے ہیں۔ مگر حاصل اختلاف یہ ہے کہ ہر فریق نے واجب ہونا اسی علم کا کہا ہے۔ جس کے درپے وہ خود تھا۔ مثلاً کلام کرنے والے کہتے ہیں کہ اس علم سے غرض علم کلام ہے۔ اس لئے کہ توحید اسی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم اسی سے آتا ہے۔ اور فقہا کہتے ہیں وہ علم فقہ ہے۔ اس سے عبادات اور معاملات میں حلال اور حرام جائز اور ناجائز معلوم ہوتے ہیں۔ مفسر اور محدث فرماتے ہیں کہ وہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ حاصل کلام علم کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ یہ بات کہیں کتب احادیث اور کلام ربانی میں صریح طور سے نہیں آئی کہ وہ علم حاصل مت کرو جس کو حکومت یا سلطان وقت کی جانب سے امداد ملتی ہو۔ یا ایسے امدادی مدارس کی تعلیم حرام ہے۔ جیسا کہ مفتیان متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند نے اپنی خود ساختہ دلیل میں پیش کیا ہے۔ امام غزالی رح نے اپنی کتاب احیاء العلوم کے باب العلم میں اس کی مفصل تشریح فرمائی ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھ لے۔

(٦) مسئلہ تعلیم پر ایک سرسری نظر

آنریبل مسٹر چنتامنی وزیر صیغۂ تعلیم صوبجات آگرہ و اودھ کہتے ہیں کہ طلباء کے والدین اور سرپرست ترک موالات کے خلاف ہیں۔ جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ طلباء پر ایک قوم خود غرض اور مطلبی شورش پسندوں کے بہکانے میں آجانے کی حماقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ طلباء کو جان لینا چاہیئے کہ عارضی طور پر اسکول چھوڑنے سے بھی اون کا نہایت بیش قیمت وقت ضایع ہوتا ہے۔ اور وہ ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اون کے مستقبل کے لئے نہایت مضرت رسان ہے۔ طلباء کے لئے یہہ بہتر ہوگا کہ حامیان ترک موالات کے کہنے پر عمل کرنے سے پہلے خوب غور کر لیا کریں ''

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ متوفی مسٹر گوکہلے جس کو سارا ہندوستان اپنا لیڈر مان چکا ہے۔ ایک قانون مقرر کرنا چاہتا تھا۔ جس کی رو سے ہر لڑکا مدرسہ جانے کے لئے مجبور کیا جائے۔ کیا اوس وقت تم نے اون کی رائے کو پسند نہ کیا تھا ؟ کیا اس قدر جلد تم اپنے لیڈر کی رائے کو بھول گئے ؟ کیا تم سوراجیہ حاصل ہونے تک اپنی اولاد کو مدارس سے الگ رکھنا چاہتے ہو ؟ سوراجیہ حاصل ہونے کے لئے خدا معلوم کتنے سال کی ضرورت ہے۔ کیا اتنی مدت تک تمہارے نونہال مدرسوں سے محروم رکھے جاوینگے ؟ اور تعلیم کو خیرباد کہا جاوے گا ؟ اگر ایسا ہوگا تو کیا یہ لڑکے جس وقت سوراج ملے گا حکومت کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکینگے؟ ہرگز نہیں۔ کیوں گورنمنٹ کی امداد چھوڑتے ہو۔

کیا رسولؐ خدا اور خلفائے راشدین رضؓ نے سلاطین کفار کے ہدایا قبول نہ فرمائے ؟ جن مدارس میں توہین اسلام اور اصول اسلام کے

اخلاف نصاب ہو تو بیشک اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں ان میں فقط
اخذ امداد بلکہ تعلیم و تعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے۔
کیا مدرسۂ ندوۃ العلماء کو جو گورنمنٹ امداد پانچسو روپیہ ماہانہ کی ملاکرتی
تھی وہاں کا نصاب تعلیم بھی تنگی تھا؟ جس کے سبب سے گورنمنٹ امداد
موقوف کردی گئی؟ اور اب قوم سے دست سوال دراز کیا جاتا ہے۔

آج جو تعلیم کے مسئلہ کو ترک موالات کے سلسلہ میں داخل کیا جاتا ہے
اور سرکاری و امدادی اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے طلباء کو باز رکھا جاتا
ہے۔ یہ یقیناً ترک موالات کے ذیل میں نہیں آسکتا۔ اور شرعاً اس کا کوئی
ثبوت نہیں ملتا۔ یہ خیال کہ ان درس گاہوں میں تعلیم پانا موالات کی ایک
صورت ہے۔ اور مذہبًا ناجایز ہے۔ یقیناً غلط اور شریعت کے ساتھ تمسخر کرنا
ہے۔ بیشک آزاد تعلیم کا خیال اپنی جگہہ پر ایک قابل ستایش چیز ہے۔ لیکن
یہ بھی کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ قوم کے سربرآوردہ لیڈر اور ماہرین تعلیم مدت
سے اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

موجودہ طریقۂ تعلیم میں جو بعض نقایص ہیں۔ جن کی اصلاح ضروری
ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا حل کیوں کر کیا گیا ہے۔ خصوصًا مسلمان
طلباء کو موجودہ تعلیم گاہوں سے دستکش ہونے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ لیکن
اون کی تعلیم کے لئے کوئی جدید نظام قایم نہیں کیا جاتا۔ جس کا نتیجہ اس کے
سوا اور کچھہ نہیں ہو سکتا کہ ان نوجوان طلباء کی تعلیمی زندگی بالکل برباد
ہو جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مذہبًا ترک تعلیم ضروری ہے تو اب تک قرآن مجید
کی کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں کیا جا سکا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ
یہی کہا جا سکتا ہے کہ سیاسی نقطۂ نظر سے حالات حاضرہ پر اس پر عمل کرنا

ملک کے لئے مفید ہے تو یہ امر بھی بجائے خود مشتبہ ہے۔

آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیتے ہیں جو بڑی بڑی ڈگریاں اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں اونہوں نے کن مدارس میں تعلیم پایا ہے؟ مسٹر گاندھی جی۔ شوکت علی۔ محمد علی۔ آنریبلس سر عبد الرحیم۔ سر سریندر ونا تھ بنرجی۔ و میاں محمد شفیع۔ وغیرہ وغیرہ نے کونسی نیشنل کالجوں میں تعلیم حاصل کیا تھا؟ کیا اس تعلیم نے اونہیں کوئی مضرت بخشی ہے؟ کیا ڈاکٹر رابندر ونا تھ ٹاگور۔ یا سر سنکرن آیئر۔ و لارڈ سنہا۔ و سر علی امام۔ و حسن امام صاحب کو اس تعلیم نے کچھ نقصان پہونچایا؟ یقیناً آپ ان حضرات کی نسبت بھی رائے دیں گے کہ ہرگز ان کو کسی قسم کا نقصان موجودہ تعلیم سے نہیں پہونچا۔

ہندوؤں کے اکثر سربرآوردہ لیڈر جن کی ساری عمر اپنی قوم کی خدمت اور گورنمنٹ کے برخلاف ایجی ٹیشن پھیلانے میں گذرتی ہے۔ وہ بھی جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے اس موجودہ تحریک کے شدت سے مخالف ہیں اور اس کو خود سیاسی نقطۂ نظر سے ملک کے لئے اور اپنی قوم کے لئے سخت خطرناک سمجھتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے بھی ہم یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اگر ہندو لیڈر اس تحریک کو ملک کے لئے مفید سمجھتے تو فوراً سرگرمی سے اس پر عمل شروع نہ کر دیتے۔

یہ حالت اوس قوم کی ہے۔ جو تعداد۔ دولت اور تعلیم میں ہم سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اور جس کے متعدد اسکول و کالج ہندوستان میں موجود ہیں۔ مگر وہ اپنی دور اندیشی اور انجام بینی سے ہنگامی جوش سے متاثر ہو کر کوئی فوری کام کرنا نہیں چاہتی۔ اور ایک لمحہ کے لئے نہ تو اپنے

مفاد سے چشم پوشی کرتی ہے اور نہ ہندو مسلم اتحاد کی خاطر ادنٰی سے ادنٰی مطالبہ سے دست کش ہونا چاہتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے مسلمانون کی جو حالت ہے وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

ہم آپ کو یہان پر سارے ہندوستان کا حال تو کیا بتائیں۔ صرف صوبۂ مدراس کا ہی ذکر کر کے اس تعلیمی مسئلہ کو ختم کرتے ہین۔ اس صوبہ مین تقریبًا ۷ لاکھ لڑکے اور لڑکیان ایسے مدارس مین زیر تعلیم ہین جن کو گورنمنٹ امداد دیتی ہے۔ اب آپ ہی خیال کرین کہ اس قدر طلباء کی حسب ضرورت قومی مدارس قایم کرنے کے لئے ہمین کتنے سال کی مدت درکار ہے اور اُن کے مصارف کے کون ذمہ دار ہون گے؟

دُور کیون جاتے ہو اسی شہر بنگلور ہی مین آپ نے تجربہ کر لیا ہوگا کہ کس عجلت سے ایک نیشنل اسکول کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس ۲ ماہ کے عرصہ مین جو اوس کی حالت ہوی ہے خود دیکھہ لو۔ اس ایک اسکول کے اخراجات ہی بغیر چندے کے پورے نہین ہو سکتے ہین۔ جس مین سَو سے زاید لڑکے نہین ہین تو ۷ لاکھہ لڑکے اور لڑکیون کا بندوبست ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے؟

مانا کہ مسٹر گاندہی ایک عاقل آدمی ہین۔ اور مسرز شوکت علی و محمد علی وغیرہم اون کے ہم خیال۔ مگر وہ بھی بغیر چندہ جمع کرنے۔ اور لوگون کے آگے دست سوال دراز کرنے کے خود کچہ کر نہین سکتے۔

ہندو تو بقول مسٹر گاندہی چرخہ کات کر گاڑہا موٹا کھدڑ ہی پہن لینگے مگر مسلمانون سے ہرگز نہ چرخہ کاتا جائیگا نہ موٹا کپڑا پہنا جائے گا۔ تو ایسی صورت مین مسلمانون کا جو حال ہوگا آپ خود غور کر لین۔

مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم نے اپنے فتوے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ اس وقت جو خلجان بعض طلباء کو پیش آرہا ہے۔ عہد نبوت میں بھی بعض مومنین کو پیش آیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ص کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص کفار سے بالکل علیحدگی اور قطع تعلق کس طرح ہوسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم اپنے ماں باپ اپنے بھائیوں اور اپنے خویش واقارب سے چھوٹ جائیں گے۔ ہماری تجارتیں تباہ ہوجائیں گی۔ ہمارے اموال ضایع ہوں گے۔ اور ہماری بستیاں اجڑ جائیں گی۔ اس کا جواب حق تعالی نے یہ عنایت فرمایا کہ :-

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ الخ کہہ دو تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے۔ اور تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جو تم کو پسند ہیں۔ اگر یہ سب تم کو خدا و خدا کے رسول ص اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو منتظر رہو تاکہ لے آئے اللہ اپنے حکم کو اور اللہ دستگیری نہیں کرتا اوس قوم کی جو نافرمان ہو۔

یہ وہ دلیل ہے جو والدین اور اعزہ کی عدول حکمی کے جواز میں پیش کی گئی ہے۔ لیکن یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ اس لئے کہ حضور اقدس ص کے زمانہ میں بہت سے لوگ اسلام و ایمان لے آئے تھے اور اون کے والدین و خویش واقربا اپنے دین یعنے کفر پر قایم تھے۔ اس لئے اون نومسلموں نے آنحضرت ص سے دریافت کیا تھا۔ مگر اس وقت ہماری یہ حالت نہیں ہے کیونکہ بحمد اللہ ہمارے طلباء کے والدین خود مسلمان ہیں۔ اللہ تعالی نے تو صرف اُن اعزہ واقربا سے ترک تعلق کا حکم فرمایا ہے جو مشرک و کافر تھے۔ نہ کہ مسلمان والدین

ہے۔ جن کی اطاعت اور فرمان برداری کا قطعی حکم قرآن مجید میں متعدد جگہہ آچکا ہے۔ جب واقعات و حالات ہی مختلف ہیں تو کھینچ تان کر آیات قرآنی کو حالات حاضرہ پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے۔ بلکہ آیات ربانی کا مضحکہ اڑانا ہے۔

حامیانِ ترکِ موالات خود تارکِ موالات ہیں

خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ ترجمہ۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک کہنا اور خود نہ کرنا برا ہے۔

مسٹر محمد علی کے موالات مسٹر کیمبل مجسٹریٹ ضلع سے

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

تارکین ترک موالات نے اپنی تقریروں۔ مولویوں کے فتووں۔ اخباری مضامین۔ اور رسالوں کے ذریعہ اس پر بار بار زور دیا ہے کہ انگریزوں کے ساتھہ ترک موالات فرض عین ہے۔ جو اس پر عامل نہ ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مسٹر محمد علی کا قدم اس خصوص میں سب سے آگے ہے۔ آپ اس تحریک کو "دعوت حق" سے موسوم کرتے اور موقع و بے موقع تقریروں اور تحریروں میں مسلمانوں کو اس خودساختہ "دعوت حق" پر متوجہ رکھتے رہتے ہیں۔ جب مسٹر کیمبل مجسٹریٹ ضلع نے مسٹر محمد علی کو اپنے بنگلہ پر چاء نوشی کے لئے مدعو کیا۔ جہاں پر دوسرے یوروپین افسر بھی

مدعو تھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ دعوت امتحاناً تھی یا مزاحاً۔ یا بطور تعلقات محبت و مروت کے۔ اتنا معلوم ہے کہ مسٹر محمد علی نے بطیب خاطر دعوت قبول کی۔ اور راویان صداقت شعار و ناقلان عدالت آثار روایت کرتے ہیں کہ یہ پُر لطف و پُر کیف صحبت اور موالات کا یہ "عمل" دیر تک رہا۔ ع - اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہیں - کیا خوب!! اور دن پہ تو یہ قدغن کہ انگریزی قوم سے۔ گورنمنٹ حکام سے دور رہا کرو تعلقات منقطع کرو"۔ بچوں کو ایسے مدارس کے پاس نہ جانے دو جو کسی سرکاری محکمہ سے تعلق رکھتے ہوں - یا جن کو خزانہ سرکاری سے مالی مدد ملتی ہو - اور خود بدولت کا یہ عمل ہے کہ انگریزی قوم کے ایک فرد سے جو گورنمنٹ کا بھی اہم جزو ہے - یہ اختلاط وارتباط!!

معشوق ما بشیوۂ عشوہ گری خوش ست
با ما شراب خورد و بہ زاہد نماز کرد

مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم کے اعزہ اور گھر والوں کے موالات گورنمنٹ کے ساتھ

تو بخویشتن کہ کردی کہ باکنی نظیری
بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

ترک موالات تو مسٹر گاندھی کے جدت آفرین دماغ کا نتیجہ ہے - علمائے اسلام میں سے جو اصحاب اس وقت میدان سیاست میں سرگرم جولاں ہیں ان میں مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی تو گاندھی جی کی "پس روی" پہ فخر و مباہات کرتے اور ایک بت پرست کی رہبری

رہنمائی پہ نازاں ہو کر سیاسی میخانہ کے پیر مغاں کی تبعیت و تقلید کا بلند آہنگی سے اعلان کر رہے ہیں :-

بمیٔ سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ مشرک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

لیکن مرحوم مولانا دیوبندی اس تحریک کو ترک موالات سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اپنی تحریروں اور فتوے میں ترک موالات کو ہر بالغ مسلم و مسلمہ پہ فرض عین قرار دیا ہے۔ خطاب یافتہ خطاب واپس کریں۔ ملازم سرکار ملازمت سے دست کش ہوں۔ کونسلوں میں لوگ ممبر نہ ہوں۔ وکیل وکالت ترک کریں۔ طلباء سرکاری و امدادی مدارس سے قطع تعلق کریں۔ اور یونیورسٹی کے امتحان میں شریک نہ ہوں وقس علیٰ ھذا۔

ہم خاک نشینان بوریا سے مذلت کو مولانائے مرحوم جیسے مسند نشینان قدوسیت کے اجتہاد پر حرف گیری مقصود نہیں۔ بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ ترک موالات کی تبلیغ میں باتباع شریعت حقہ کیا مولانائے مرحوم پہ حضور سرور کائنات ص کے اسوۂ حسنہ کی پیروی واجب نہ تھی؟ تبلیغ رسالت میں خداوند کریم اپنے رسول مقبول ص کو ارشاد فرماتا ہے کہ سب سے پہلے تم اپنے اعزہ و اقربا اور گھر والوں کو " دعوت حق " دو۔ اور غیروں کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنوں کو پیغام حق سناؤ۔ وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ - ترجمہ - یعنے اپنے خاندان و کنبہ والوں کو ڈراؤ۔ کیا مولانائے مرحوم نے اس فرض کو ادا کیا تھا؟ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ نہیں کیا۔ کیونکہ مرحوم کے خود سگے بھائی ضلع مظفر نگر

ہین پیشکار کلکٹری ہین - اون کے داماد - بہانجے - بہتیجے و دیگر اعزہ گورنمنٹ کے مختلف محکمون اور بالخصوص سررشتۂ تعلیم ہین ملازم ہین۔ اون کے متعدد اعزہ دیگر محکمہائے سرکاری سے پنشن پاتے ہین - اور اس طرح جس گورنمنٹ سے ترک موالات فرض عین بتائی گئی ہے۔ اوسی کے روپیہ سے مولانا مرحوم کے گھر والون اور قریبی عزیزون کی پرورش ہوتی ہے - اگر وہ اس وقت زندہ رہتے تو ہم بادب تمام دریافت کرتے ہے کہ ترک موالات کی تلقین کیا صرف غیرون کے لئے ہے ؟ کیا گورنمنٹ امدادی مدارس سے قطع تعلق کا فرض مسلمان طلبا ہی کے لئے ہے - اور خود اون کے داماد اور بہانجے اس سے مستثنیٰ نہین ؟ کیا سرکاری امدادی مدارس مین پڑہانا جایز ہے اور پڑہنا جایز نہین ؟ :-

ہر یکے ناصح براے دیگران
ناصح خود یافتم کم در جہان

اہل کتاب کے ساتہ معاہدات کا جواز

تاریخ شاہد ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے یہود سے جو اوس زمانہ مین اسلام کے سب سے بڑے دشمن تہے معاہدات کئے ہین . جس کو ہم علامۂ شبلی کی مشہور تصنیف سیرۃ النبی سے نقل کرتے ہین :-

" جب آنحضرت ﷺ مدینہ مین تشریف لائے تو پہلا کام یہ تہا کہ مسلمانون اور یہودیون کے تعلقات واضح اور منضبط ہو جاوین - آپ نے یہود و انصار کو بلا کر حسب ذیل شرایط پر ایک معاہدہ لکہوایا - جس کو دونون

فریق نے منظور کیا۔ یہ معاہدہ ابن ہشام مین پورا مذکور ہے۔ اس کا
خلاصہ یہ ہے۔:-

(۱) خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تہا۔ اب بہی قایم
رہیگا۔

(۲) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور اون کے مذہبی امور
سے کوئی تعرض نہین کیا جائے گا۔

(۳) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکہین گے۔

(۴) یہود یا مسلمانون کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک
فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(۵) کوئی قریش کو امان نہ دے گا۔

(۶) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونون فریق شریک یکدیگر ہونگے وغیرہ وغیرہ
یہ وہ معاہدہ ہے جس کو رسول خداؐ نے خود بیٹہہ کر قلم بند کرایا ہے۔ اور
اوس کی دفعات ۳، ۴ و ۶ میں یہودیون کے ساتہ دوستانہ برتاؤ رکہنے
اور لڑائی کی حالت مین اُن کی مدد کرنے اور اون سے مدد لینے کی شرائط
موجود ہین۔"

اب حامیان ترک موالات ارشاد فرمائین کہ یہ معاملہ از روے شرع
شریف جایز تہا یا نہین؟ حقیقت یہ ہے کہ نماز روزے کے مسائل بتادینا
اور بات ہے اور معاملات سیاست جداگانہ چیز ہے۔

اب اگر کوئی یہ دعوے کرے کہ کفار مکہ کے ساتہ ترک تعلقات واجب
تہا۔ اور دوسرے کفار بالخصوص انگریزون کے ساتہ واجب ہے تو
اون کو اس فرق کی وجہ بیان کرنی چاہئیے۔ کفار مکہ مسلمانون کو حرم اللہ مین

نماز پڑھنے سے روکتے تھے - اسلام لانے پر سخت سے سخت ایذائین دیتے تھے - آنحضرت صلعم کی بے انتہا مذمت کرتے تھے - آپ کی شان مین بیہودہ کلمات استعمال کرتے تھے - قرآن کے ساتھ بے ادبی اور تمسخر کرتے تھے - اِن کُل باتون کے باوجود بھی جب مسلمانون کو اون کے ساتھ ترک تعلقات کا حکم نہ ہوا تو - جو حکومت مسلمانون کو اون کے مذہبی شعائر مین پوری آزادی دے رکھی ہے - اون کے جان و مال و آبرو کی محافظ ہے - قرآن اور رسول صلعم کی بے حرمتی کو قانوناً جرم قرار دیتی ہے - بیت اللہ و بیت الرسول صلعم و حرم ثالث کی زیارت سے نہین روکتی - اوس کے ساتھ ترک تعلقات کسطرح واجب ہوسکتا ہے ؟ -

ہم نہایت ادب سے اون خود ساختہ لیڈران قوم سے جن کی آنکھون پہ اس وقت سیاست کا گہرا پردہ پڑا ہوا ہے - یہ گذارش کرتے ہین کہ وہ ذرا کتب سیر کی ورق گردانی کرین - اور صحابہ رضہ کے اُس طریق عمل پہ بھی نظر ڈالین جو انہون نے ہجرت حبشہ کے موقع پہ اختیار کیا تھا - یہان بھی ہم بنظر احتیاط "سیرۃ النبی" کی عبارت بجنسہ نقل کئے دیتے ہین - تاکہ مخالفین کو تحریف کا شبہہ نہ ہوسکے -

"اوسی اثنا مین کسی دشمن نے نجاشی کے ملک پر حملہ کیا (جو عیسائی بادشاہ تھا) نجاشی اُس کے مقابلہ کے لئے خود گیا - (مہاجرین) صحابہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک شخص (نجاشی کے ساتھ) جائے اور خبر بھیجتا رہے - کہ اگر ضرورت ہو تو ہم بھی نجاشی کی مدد کے لئے آئین حضرت زبیر رضہ اگرچہ کم سن تھے لیکن انہون نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا - مشک کے سہارے دریائے نیل تیر کر رزمگاہ حبش

پہنچے - ادہر صحابہ رض نجاشی کی فتح کے لئے خدا سے دعائیں مانگتے تہے - چند روز بعد حضرت زبیر رض واپس آئے اور خوشخبری سنائی کہ نجاشی کو خدا نے فتح دی "

یہ تمام واقعہ مسند امام احمد حنبل رض مین مذکور ہے - ابن ہشام اور مورخ یعقوبی نے بہی اسے تفصیل کے ساتہ لکہا ہے - اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کے رواۃ ثقہ ہین -

اب متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء کے مفتیان ہی ارشاد فرمائین کہ اگر ہر نصرانی بادشاہ کی اعانت حرام ہوتی تو حضرات صحابہ رض خود بخود بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے ایک عیسائی سلطنت کی مدد کے لئے جہان وہ عارضی طور سے پناہ گزین تہے کیون اس قدر مستعدی کا اظہار فرماتے -

ظاہر ہے کہ اُن صحابہ رض کی حیثیت اُس وقت رعایا کی تہی - اور انہون نے مُستامن ہونے کے سبب سے اپنے محسن کی ہر قسم کی مدد جایز سمجہی - پہر یہ بات ہماری سمجہہ مین نہین آتی کہ باوجود اس امن و آزادی کے جو آج ہمین اپنے مذہب مین حاصل ہے - ہم سے کس شرعی دلیل کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت سے ہر قسم کے وفادارانہ تعلقات منقطع کر لو! متفقہ فتوے علماء ہند کا حکم سراسر بے انصافی اور خودداری پر مبنی ہے -

جمعیتہ العلمائے ہند کا اپنے فتوے مین نصاریٰ کی تخصیص نص قرآنی کے خلاف ہے - اور کسی طرح قابل پذیرائی نہین - اگر جملہ کفار و مشرکین سے ترک معاملت کا حکم دیا جاتا تو بہی صحیح تہا - جنہون نے ہمین خارج البلد کرنے مین مدد کیا ہو - لیکن سیاسی علماء سے ایسے

تدین کی امید کرنا عبث ہے - بقول شخصے -

جب مسیحا دشمن جان ہو تو کب ہو زندگی
کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے

مسلمانو یاد رکھو! ہماری شریعت ہرگز ہمین یہ حکم نہین دیتی ہے کہ چاہے اسلام رہے یا جائے - لیکن نصاریٰ سے ترک موالات ضرور کرنا چاہیئے - اگر ایسا ہوتا تو - ہم ابھی اوپر بتا چکے ہین کہ رسول خدا صلعم ہرگز کفار کے ساتھ جارحانہ و مدافعانہ معاہدے نہ فرماتے - نہ اون سے دوستانہ برتاؤ یا اون کی اعانت کی شرائط پر رضامندی ظاہر فرماتے اور نہ صحابۂ کرام رضہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی مدد کے لئے خود بخود کمربستہ ہو جاتے - واقعہ یہ ہے کہ اُن مصائب کی وجہ سے جو اس وقت غیر مسلم اقوام کی بوالہوسی سے ہم پر ٹوٹ پڑے ہین - ہمارے قوت فیصلہ مین توازن قایم نہین رہا ہے - اور انتقامی جذبہ کا یہی تقاضہ ہے کہ - مصرع

ہم تو ڈوبے ہین مگر تم کو بھی لے ڈوبین گے

۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کے وعظ مین جو علی گڈھ کالج کی مسجد مین دیا گیا مولوی ابوالکلام آزاد - اور مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی نے بار بار - یہ کہا کہ نان کوآپریشن ایک مذہبی فرض ہے - اور اسلام ہی اس کا حکم دیتا ہے - اس لئے لوگون کا یہ اعتراض کہ ہندو کالج بنارس - اس تحریک مین کیون شریک نہ ہوا - محض لغو ہے - نان کوآپریشن تعلیم قرآنی کا نتیجہ ہے نہ کہ وید یا شاستر کا - اس لئے ہمین (یعنے مسلمانون کو) اس پر عمل کرنا چاہیئے "

اس کے جواب مین مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا خط جو انہون

نے۔ حسن نظامی صاحب کے نام بھیجا تھا۔ جس کی اشاعت تمام ملک میں ہو چکی ہے ملاحظہ ہو:۔

۲۴ شوال ۱۳۳۸ھ فرنگی محل لکھنؤ۔

مکرمی دام مجدکم۔ السلام علیکم۔

جناب کا تار وصول ہوا "فقیر نان کوآپریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو گاندہی صاحب کا ہے"۔ کیونکہ اس طریق کار کا واقف کار نہیں ہے "اُون کو اپنا رہنما بنا لیا ہے" جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہون" میرا حال تو سر دست اس شعر کے موافق ہے:۔

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

بوقت ہجرت حضور سرور دو عالم صلعم نے ایک راہ نما لیا تہا۔ غیر مسلم مشرک تہا۔ اُسی وقت میں نے بھی اُسی سنت نبویہ کی اتباع کی ہے۔ جب تک یہ راہ طے نہ ہو اس کی پیروی مناسب ہے۔ فقط

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

کیا اس تحریر سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ترک تعلقات کی جو تحریک اس وقت ہندوستان میں پہیلائی جا رہی ہے وہ محض سیاسی ہے اگر فی الواقع اس کا تعلق جیسا کہ مولوی ابو الکلام آزاد۔ اور مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی نے مذہبی فرض ثابت کرتے ہیں۔ مذہب سے ہے تو یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ کہ اس طریق کار کا واقف ایک عالم دین تو نہ ہو بلکہ مسٹر گاندہی ہو۔ اور علمائے دین اوسکی پیروی کریں سنہ ۶ھ میں آنحضرت صلعم نے جب مکہ کے پادریوں کو وہ حقوق

بخشتے ہین جو انہین کبھی عیسائیون کی سلطنت مین بھی نہ بخشے گئے تھے۔ اس آزادانہ بخشش پہ اسلام ہمیشہ فخر کرے گا۔ مسلمان مورخین نے نہایت ایمانداری سے اس معاہدہ کو پورا پورا اپنی تاریخون مین درج کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ حقوق یہ ہین:-

"جو مسلمان ان باتون کی جو اس فرمان مین منضبط ہین مخالفت کرے۔ یا ان پہ عملدرآمد کرنے سے جی چرائے تو وہ مسلمان خدا کے فرمان کا منکر سمجھا جائے گا۔ اور خدا کا بڑا گنہگار ٹھہرے گا۔ اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے خدا کے دین کی حقارت کی۔ رسول خدا نے اپنے اور اپنے پیروان پہ یہ لازم کر دیا ہے۔ اور ہر مسلمان کو یہ تاکید کر دی جاتی ہے۔ کہ ہمیشہ عیسائیون کی حفاظت کرین۔ ان کے گرجاؤن کی دستگیری اور نگرانی کرین۔ اور ان مکانون کی خبرداری کرین جہان پادری رہتے ہین۔ اور تمام نقصانات اور آفات سے ان کے سینہ سپر رہین۔ ان سے ہرگز ناموزون طریقہ سے ٹیکس نہ لیا جائے۔ بشپ ہرگز اپنی بشپی سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ کوئی عیسائی کبھی اس بات پہ مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے دین کو ترک کر دے۔ کوئی بطریق اپنے عہدہ سے برطرف نہ کیا جائے۔" اگر عیسائی اپنے گرجون یا خانقاہون کی مرمت کے لئے یا اور مذہبی ضروریات پورا کرنے کے لئے روپیہ وغیرہ کے حاجتمند ہون تو مسلمانون کو چاہیئے کہ اون کی مدد کرین۔ مگر یہ مدد کرنا وہ اپنا مذہبی اصول نہ سمجھین۔ بلکہ اون کی مدد کرنی ضروری امور مین سے خیال کرین۔ اور جہان تک ہو ہر ضرورت مین اون کی مدد کرین اور اون کی مصیبت مین شریک ہون۔ ان قواعد اور احکام کی پیروی

کی مسلمانوں پہ فرض ہے کہ وہ خدا اور اُس کے نبیؐ کی طرف سے سمجھ کے اِن احکام پہ عمل کریں ۔ اگر مسلمان باہر عیسائیوں سے جنگ کرنے میں مشغول ہوں تو انہیں لازم ہے کہ وہ ان عیسائیوں سے جو اِن میں زندگی بسر کرتے ہیں کبھی حقارت سے پیش نہ آئیں ۔ اگر کوئی مسلمان برُے طور سے ایسے وقت میں عیسائی سے پیش آیا تو گویا وس نے نبیؐ کے احکام کی مخالفت کی فقط ۔"

(یہ ہے آنحضرت صلعم کا فرمان جو کتب تواریخ میں لکھا ہے ۔ یہ ہے اخلاق محمدیؐ کا نمونہ جس پہ ہر مسلمان کو چلنا فرض ہے ۔)

اسلام کی بنیاد اول روز سے تمدن انسانی کے اعلیٰ پیمانہ پر قایم کی گئی ہے ۔ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی دوستی اور سلوک کرنے کی بہت شد و مد سے اجازت ملی ہے ۔ جب تک کسی قوم میں محسن پرستی کا جوہر نہیں ہوتا وہ متمدن اقوام میں وحشی گنی جاتی ہے ۔ اپنے منعم اور محسن کو حتی الامکان اپنے تن من دھن سے مدد دینا ۔ اور ہر ممکن سلوک اُس کے ساتھ کرنا امن اور ملکی اور قومی ترقی کا بڑا ضامن ہے ۔

جس حکومت میں ہم بآرام زندگی بسر کرتے ہیں ۔ ہماری جان ۔ ہمارے مال ۔ اور ہمارے حقوق ۔ ہماری مذہبی آزادی انتہا درجہ محفوظ ہے ۔ ہمیں اپنے مذہبی فرایض کے ادا کرنے میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے ۔ وہ تقریبات رسمیہ جنہیں واقعی مذہب اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے ۔ ہم بآزادی کرتے ہیں اور اُن کی حکومت کی طرف سے کافی حفاظت ہوتی ہے ۔ نہ صرف فرایض اسلام کی انجام دہی بلکہ اشاعت اسلام کے ذرایع بھی بالکل ہمارے ہی ہاتھ میں ہیں ۔ اور کسی امر میں غرض ہمارا

مزاحم نہین ہے تو ہم پر بحکم خداے کریم و قرآن عظیم ایسی حکومت کے ساتہ سلوک کرنا اوران کا دوست بننا اور اون کے ساتہ ہر قسم کا ممکن احسان کرنا فرض ہوا۔ وہ مسلمان نہین ہے جو اِن باتون سے دل تنگ ہو۔ اور اِس کا بنا وٹی اسلام ہے جو اس حکم خداوندی سے جو لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ کی آیت مین ہے منہہ پہیرے۔ (از تفسیر الفرقان)

خلافت کو پسِ پشت ڈالدو

اوسی ماہ اکتوبر کی ۲۱ تاریخ کو علیگڈہ کے لائل لائبریری کے میدان مین مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر مین یون کہا تہا کہ " ہمین فی الحال خلافت کی تحریک کو پس پشت ڈال دینا چاہیئے۔ اور اپنی پوری قوت سے ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا چاہیئے "

اس سے اہل بصیرت کو سمجہ لینا چاہیئے کہ اس تمام شورش سے تحصیل سوراج مقصود ہے۔ اور خلافت و مذہب کی آڑ محض اسلئے پکڑی گئی ہے کہ مسلمانون کو مشتعل کرکے ہندوؤن کا ہم خیال بنایا جاوے کیونکہ یہ بات مسلمات سے ہے کہ جب تک یہ دونون قومین متحد ہوکر ملک کی آزادی کا مطالبہ نہ کرینگی اوس وقت تک کامیابی ناممکن ہے۔ رہا چندے کی وصولی اور روپیہ جمع کرنے کے واسطے مظالم سمرنا وغیرہ کافی ہین۔

ابہی حال ہی مین ۴ ۔ اپریل کو بنگلور مین مسٹر شوکت علی و مسٹر محمد علی وغیرہ تشریف لائے تہے۔ مسلمانانِ بنگلور نے مظالم سمرنا کی امداد کے واسطے ۲۰ ہزار کے قریب روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر حصول سوراج کے لئے

روپیہ طلب کیا جاتا تھا اب دس سو روپیہ بھی بمشکل جمع ہوتے تھے۔ حالانکہ نیشنل اسکول کے ماہواری چندے میں سنا گیا کہ بہت کمی واقع ہوگئی ہے۔ اس کا اب تک کچھ تدارک نہیں کیا گیا۔

مسلمانو! دیکھا تم نے یہ حمایت سلطنت اسلام ہے۔ ہمدردی ترک اس کا نام ہے۔ یہ چندے کیا وہ تمہارے ترک بھائیوں کے لئے کر رہے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اپنے ہندو بھائیوں کے لئے کر رہے ہیں جنکے سوراج کو دین مانتے ہیں۔ دیکھو مسٹر ابو الکلام آزاد نے کہا "کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دلانے کے لئے ہے اگر خلافت کا خاطرخواہ فیصلہ ہو بھی جائے۔ تاہم ہماری لڑائی جاری رہیگی اوس وقت تک کہ ہم گنگا اور جمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرلیں" مسٹر شوکت علی اور محمد علی نے کہا کہ مسئلہ خلافت طے کر رکھو۔ ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو۔ ہم ہندی قوم پرست ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اوس کے خلاف تلوار اوٹھائیں اور یہ بھی کہ ہمارا نصب العین سلطنت خود اختیاری حاصل کرنا ہے۔ اور ترک موالات اوس کا ذریعہ ہے" یہ ہے حمایت ترک وحفاظت اماکن مقدسہ و مظالم سمرنا وغیرہ وغیرہ کے نام لیکر چندے وصول کرنے کا اندرونی راز۔

مسلمانو! تم جانو اور تمہارا دین و ایمان۔ اس پر بھی آپ دل کھولکر چندے دیا کرو۔ اور اپنی عقل بجا رکھکر کہ جو چندہ وغیرہ نہ دے۔ اور ان کی کارروائیوں پر اعتراض کرے تو اون کو مخالفین خلافت کے نام

سے پھیر دان مشرکین ہیں بد نام کر دو - ابسوں کو مدد کرنے کے لئے خدا وہ کریم کیا فرماتا ہے - فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ؕ ترجمہ - یہ خرچ کریں گے پھر قیامت میں یہ ان کے لئے پچھتانا ہوگا کہ ہائے مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی اوپر لیا -

افضل العلماء الاعلام حکیم الامتہ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہم کے فتوے کا اقتباس

"کفار کے ساتھ ایسا خلط ملط نہ کرو کہ اپنی صورت اور وضع کو چھوڑ کر اُن کی صورت و [illegible] اختیار کر لو"

"جو باتیں پہلے [illegible] جایز نہیں وہ اس وقت بھی جایز ہیں - انگریزی پڑھنا اور پڑھانا [illegible] شرایط کے ساتھ پہلے جایز تھا اب بھی جایز ہے" "اور جن شرایط کے بغیر پہلے ممنوع تھا اب بھی ممنوع ہے" "اسیطرح جو انگریزی ملازمتیں پہلے جایز نہیں اب بھی جایز ہیں" "اور جو پہلے حرام تھیں وہ اب بھی حرام ہیں" "صورت موجودہ کی وجہ سے ان احکام میں تغیر نہیں ہو سکتا"

"مسئلہ موالات میں اُن چیزوں کو اگرچہ وہ فی نفسہ مباح ہوں داخل کر کے حرام کہنا کسی طرح صحیح نہیں"

"پس یہ بات اب بخوبی ثابت ہو گئی کہ کفار کے ساتھ ملازمت اور بیع و شرا اور لین دین کے تعلقات قایم رکھنا ہر حالت میں درست ہیں - مغلوبیت میں بھی اور غلبہ کی صورت میں بھی - اور اہل ذمہ سے بھی اور اہل حرب سے بھی" "ملازمت کے جواز کا ثبوت" "حضرت علی رضہ کے واقعہ سے ملے گا کہ

کام چانے یہودی کے باغ میں چھوارون کے عوض پانی بہرا تہا۔ پس ملازمت اور تجارتی تعلقات " "موالات میں ہرگز داخل نہیں"

"موالات ممنوعہ یہ ہے جو آج کل لیڈران قوم ہندوؤں کے ساتہ کررہے ہیں" مولوی عبدالباری صاحب لکچر کانپور ۱۴ رجب میں فرماتے ہیں۔
"وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتہ ہمدردی کرکے ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے"
"ہم مولوی صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کا دلی دوست بننا کیا یہ وہ موالات نہیں ہے؟ جس کی قرآن میں ممانعت کی گئی ہے"
"افسوس ہندوؤں کے ساتہ خلوص اور مودت اور دلی دوستی کرنا۔ اور اون کو اپنا پیشوا و امام بنانا اور آیات و احادیث بیجا طور گذری ہوئی کو اون پر نثار کرنا۔ اور اون کے اتباع کو سنت نبوی قرار دینا" یہ تو موالات نہ ہو۔ اور ایک قوم (انگریز) سے معاملات اور لین دین کرنا اور اس کی ملازمت اپنے دنیوی نفع کے لئے کرنا موالات محرمہ میں داخل ہوکر ممنوع ہوجائے۔" لہذا ترک موالات کے مسئلہ سے ترک تعلقات ملازمت وغیرہ کا وجوب کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر جائز ملازمت کے چھوڑنے سے رزق کی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس صورت میں ملازمت ترک کرنا جائز نہ ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ترک موالات اور چیز ہے۔ ترک معاملات دوسری شئی ہے۔ شریعت میں ترک معاملات کا ثبوت نہیں ہے۔

عام مسلمان ایک سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ جو حقیقت موالات ہے اس کو نہیں چھوڑتے اور جو موالات نہیں ہے اس کو خواہ مخواہ موالات

قرار دے کر اُس [illegible] ترک پر زور دیتے ہین - چنانچہ وہ خطابات واپس کر
اور ملازمتین چھوڑتے ہین - حالانکہ یہ امور موالات مین داخل نہین
ہین - مگر وہ الحاد و زندقہ - فسق وفجور - حب دنیا - حب جاہ - اور کفار
کے وہ اوضاع و اطوار نہین چھوڑتے جو اونہون نے یورپ سے لئے
ہین - اور جو کہ حقیقتاً موالات ہین - پس مسلمانون کو چاہیئے کہ اس
موالات کو سب سے پہلے چھوڑ دین - اور اپنی صورت - اپنا لباس -
اپنی معاشرت - اپنے خیالات اسلامی طریقہ پر بنائین" اور لیڈرون کی
گاڑیان کھینچنا - ا[illegible] پہ پہول برسانا - اون کے استقبال کے لئے
آرایشین وغیرہ [illegible] - اہل یورپ کی طرح (اسلامی جلسون مین)
فیشن و [illegible] پاس کرنا - ڈاڑھیان منڈھوانا - مونچھین بڑھانا -
پتلون و [illegible] پہننا - یا [illegible] انہ صورت بنانا - یہ سب اوضاع و
اطوار کفار مین داخل ہ[illegible] [illegible]ن کا ارتکاب یقیناً موالات کفار
ہے - عوام سے تو چندان [illegible]ب نہین مگر افسوس علماء پر ہے کہ وہ بھی
ان [illegible] مین مبتلا ہین - اور برابر ان خرافات مین شریک ہوتے
اور اون کو دیکھتے ہین - مگر دوسرون کو تنبیہ کرتے ہین نہ خود
تنبیہ ہوتے ہین -

"حکومت سے ترک تعلقات مین دینی و دنیوی دونون قسم کے
نقصانات ہین - کیونکہ مسلمان عموماً نہ تجارت جانتے ہین نہ صنعت و
حرفت مین اون کو زیادہ دخل ہے - اور نہ اون کے پاس روپیہ پیسہ
نہ جائیداد - پس جاینر ملازمتین چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معاشش کی
طرف سے نہایت پریشان ہون گے - جس کی حدیث مین ممانعت ہے

رسول خدا نے کہ جب حق تعالیٰ کسی ذریعہ سے تم کو نفع پہنچاتے رہیں تو اس کو نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جب تک کہ وہ ذریعہ خود ہی نہ بدل جائے۔ (مشکوٰۃ شریف) پس مسلمانوں کے ملازمت چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو اون کو ہندوؤں کی غلامی کرنی پڑیگی یا دوسری قسم کے ذلیل افعال مثل دہوکہ و فریب و گداگری۔ چوری۔ ڈکیتی وغیرہ کے مرتکب ہونگے۔ یا جو کچھہ گہر مین سرمایہ ہوگا اوس کو چاٹین گے۔ اور بقیہ گہر اور جائداد مین مارواڑیون کے حوالہ کرین گے۔ اور ان کی جگہہ ہندو براجین گے۔ ہندو اہی سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت برباد کرنے کے درپے ہین اور اون سے قربانی گاؤ بند کرا کر گورکہشا کا بول بالا کرنا چاہتے ہین تو آیندہ وہ کیا کچہہ نہ کرین گے۔ خود غور کر لو۔

مگر کیا لیڈران قوم یہ سمجھتے ہین کہ ہندو اپنے ملکی حقوق کو جو بہت ... سے اونہون نے حاصل کئے ہین ... طرح آسانی سے ... دینگے؟ ہرگز نہین! لالہ لاجپت رائے بارہا ... ہین کہ پہلے مسلمانوں کو آگے بڑہنا چاہیئے۔ مسٹر گاندہی بہی یہی کہتے ہین۔ اگر مسلمانوں نے آگے بڑہ پایا تو ہندو بہی اون کا ساتہ دین گے۔ ان سیاست دانوں سے کوئی یہ سوال کرے کہ آخر مسلمانوں کو مقدمۃ الجیش بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ ترک تعلقات کا سبب واقعات پنجاب اور خلافت دونوں کو بتلایا جاتا ہے۔ جس مین ہندو اور مسلمان دونوں برابر کے حصہ دار ہین۔ پہر مسلمان ہی آگے رکہکر کیون ہلاکت مین ڈالے جاتے ہین۔ اس کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ مسلمان نوکریان چہوڑ دین اور ہندو اون کی جگہہ پر کرین۔ مسلمان وکالت چہوڑ دین اور بہیک مانگین کیونکہ اونکے پاس کوئی سرمایہ نہین ہے۔

"غدر ۱۸۵۷ء میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک تھے۔ مگر ہندو جلد سرخرو ہو گئے۔ اور مسلمان اب تک بدنام ہیں"

پس خدا کے لئے تم اس حماقت سے باز آؤ۔ اور ہلاکت میں نہ پڑو۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم انگریزوں سے آئینی جنگ کر رہے ہیں۔ مگر درحقیقت ہندو تم سے سیاسی جنگ کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں اون کے سوا اور کوئی نہ رہے۔ اور اگر تم نہ سمجھے ہو تو تمہاری شکست یقینی ہے۔ اور شکست بھی ایسی جس کے بعد تم سنبھل نہ سکو گے۔

(احقر ظفر احمد عثمانی۔ تھانوی)

اعلیٰحضرت [illegible] عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا [illegible] مولوی [illegible] احمد رضا خان صاحب مجدد کم بریلوی [illegible] اقتباس

[illegible] وداد حرام [illegible] مشرک کو حاجت دینیہ میں ہادی بنانا [illegible] ا صدان عظیم کی تکذیب ہے" قرآن عظیم میں ہزاروں آیات [illegible] ہے ہیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ اور خدا کا فرمان ہے کہ وہ چوپایوں کی طرح نرے بے عقل ہیں۔ بلکہ اون سے بھی سخت تر گمراہ۔ پس جو اونہیں ہادی بنائے گا قطعًا قرآن عظیم کو جھٹلائیگا" اور قطعًا راہ ہلاکت پائے گا" اور قیامت کے دن مشرک ہی کے نام سے پکارا جائے گا۔ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ۔ جس دن ہر گروہ کو ہم اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے" مشرک کی جے مشرک ہی بولیگا"

مہاتما کے معنی روح اعظم جو خاص لقب سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا ہے

...شرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفت ... رسول ... ہے۔ حدیث ہے۔
"نا جہ کو اسے سردار نہ کہو" مشرک کے ... میں شرکت حرام ہے اور
حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بہی حرام ہے" غیر مسلم کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر
اس کا بیان سننا اشد سے اشد کبیرہ و بدخواہی اسلام ہے۔ جو لوگ
ایسا مذہب نکالنا چاہیں کہ مسلم و کافر کا فرق اٹہا دے۔ سنگم و پریاگ کو
مقدس علامت ٹہراتے ہیں" جو لوگ کہیں کہ آج تم نے اپنے ہندو بہائیوں
کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لوگے۔ اور جو لوگ کہیں کہ خدا کی رسی
مضبوط تہامنے سے اگرچہ دین ہاتہ سے جاتا رہے۔ مگر ... ضرور ملے گی"
ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے"

"فقیر ... اخار ... دری غ"

... اللہ نے سنا ...
... اب ہم آپ کو دو چار ...
... رخصت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ مسلمان ...
زبان اور جس کے ہاتہ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔
(۲) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
جو کوئی شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایمان دار ہو کر ثواب
سمجہکر جاتا ہے۔ اور جب تک کہ اوس پر نماز نہ پڑہ لی جائے اور اوس کے
دفن سے فراغت نہ کر لی جائے اوس کے ہمراہ رہتا ہے تو وہ دو حصے ثواب
لیکر لوٹتا ہے۔ ہر حصہ احد کے پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص جنازے
پر نماز پڑہ لے پہر قبل اس کے کہ وہ دفن کیا جائے۔ لوٹ آئے تو وہ ایک

CHECKED 19.. 1987